بسم اللہ تعالیٰ

سلسلۂ دائرہ ادبیہ (۴)

# مینائے سخن

## مجموعۂ واسوخت



از

منشی امیر احمد امیر مینائی علیہ الرحمۃ

باہتمام سیٹھ کیسری داس نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپا

اور

دائرہ ادبیہ لکھنؤ نے شائع کیا

قیمت ۸

سنہ ۱۹۲۱ء

# فہرست عنوانات

غزل کا میدان ایسا تھا جسمین دونون باکمال بدرجۂ مساوی جوہر شہسواری دکھلا رہے تھے۔ اور یہ شان تھی کہ اگر ایک زمین مین امیر کا شدیز فکر بازی لے گیا ہے تو دوسری طرح مین داغ کا اشہب خیال آگے نکل گیا ہے کسی بزم مشاعرہ مین حضرت امیر نے اپنے جوہر دکھا کر ارباب ذوق کو محو حیرت بنادیا ہے تو دوسری محفل سخن مین جناب داغ نے اپنے نتائج طبع سے سامعین کو دنگ کردیا ہے لیکن جب اس کوچہ (غزل) سے گذر کر دیگر اصناف سخن مین قدم رکھتے ہین تو جناب داغ کا اسپ تازی مجروح نظر آتا ہے۔

بیشک! فیاض ازل نے دونون کو جوہر شعر دیا اور فطری شاعر پیدا کیا تھا لیکن جناب داغ صرف شاعر تھے۔ اور جناب امیر شاعر بھی تھے، تمام اصناف پر یکسان قادر بھی۔

قصیدے مین امیر کے بعد دہلی مین کوئی نظر آتا ہے تو وہ مرحوم

ظہیر دہلوی کی ذات تھی نعت اور دیگر اصناف کلام، رباعیات، قطعات ترجیع بند، ترکیب بند، مخمس، مسدس اور واسوخت وغیرہ کو لیجیے تو ان مین حضرت امیر کا مرتبہ ہی فائز و برتر نظر آئے گا۔

مراۃ الغیب، صنم خانہ مین قصائد امیر خود شاہد عادل ہین، نعت مین جناب امیر کا ایک مستقل دیوان پائیے گا جسکے مقابل فریق ثانی کے کشکول مین صرف چند غزلین ملینگی۔ رباعیات، قطعات تاریخ مسدس وغیرہ کا امیر کے یہان اگر خرمن ہوگا تو داغ کے یہان خوشہ، ان اصناف پر جناب داغ نے طبع ازمائی ضرور کی ہے اور دواوین مین ذخیرہ ملتا ہے مگر وہ صفات اور وہ خوبیان نہین جو غزل مین ہین اور امیر کے مقابلہ مین توازن قائم نہین رہ سکتا۔

واسوخت بھی ممکن ہے کہ جناب داغ مرحوم نے کہا ہو مگر حضرت امیر کے یہان مستقل سرمایہ موجود اور آپکے پیش نظر ہے۔

یہ واسوخت اگرچہ کئی بار شائع اور مقبول ہوئی تاہم اور کلام کی
طرح قبول عام اور شہرت عام حاصل نہوئی! اسکا سبب اوّل تو انکی کمیابی
تھی دوسرے جس شان سے چھپنا چاہیے تھا نہ چھپی تیسرے خود مصنّف
نے بھی زمانہ کی رفتار دیکھ کر انکو گلدستۂ طاق نسیان بنا دیا! ور زمانہ نے
بھی حافظہ سے بھلا دیا مگر اب لکھنؤ کی مشہور مجلس ادب "دائرہ ادبیہ" اس
مجموعہ کو منظر عام پر لاتی ہے۔

اساتذۂ اردو کے نایاب جواہر پارون کو بربادی اور نذر کساد بازاری
ہونے سے بچانا بھی دائرہ نے اپنا ایک فرض قرار دیا ہے جسکی قسط اول
وہ آج پیش کرتا ہے اور امید دلاتا ہے کہ ابھی بہت کچھ کرنا ہے اس سلسلے
کی پہلی کڑی "مینائے سخن" یعنے حضرت امیر مینائی کا یہ مجموعۂ واسوخت ہے
شاعری کی اس صنف خاص مین اور اساتذۂ قدیم نے بھی حصّہ لیا ہے
چنانچہ ہمارے میر صاحب بھی اس میدان مین آئے ہین لیکن جو مقبولیت

اور سہرد لعزیزی و خداداد شہرت قلق و امانت کے ہاتھ آئی وہ کسی نے
نہ پائی اتفاق یہ کہ دونوں باکمال لکھنوی ہین دہلی سے کوئی واسوخت
اس شان کا نہ نکلا جو اتنا خراج تحسین و تمغاے قبول حاصل کرتا اور
انکے مقابل پیش کیا جاتا۔ اگرچہ حضرت امیر کے زیر تذکرہ واسوختون
کو بھی وہ مرتبہ نہ میسر آیا تاہم امیر کے اور کلام کی طرح یہ بھی قابل قدر
ہین اور انکی اشاعت ہرگز بے محل و بیکار نہین سمجھی جاسکتی اسکی وجہ
مین آگے بیان کرونگا۔

یہ سچ ہے کہ مغرب کے اثرات اور حکومت کے انقلاب نے طرز عمل نے
مطلع سیاست کو اسقدر غبار آلود کر دیا ہے کہ اسکا اثر طبائع اور
مذاق پر بھی پڑا۔ وقتی جذبات، اور ہنگامی ضروریات، حیات کے
لحاظ سے بادی النظر مین میناے سخن کی اشاعت شاید ضروری نہ
قابل قدر نہ خیال کیجاے لیکن یہ ملک کی سخت غلطی اور اصلاح کے

بیش بہا نتائج افکار کے لیے یقیناً تباہ کن غلطی ہو گی۔

آج مصر و بیروت کی علمی دنیا ہی میں نہیں بلکہ تمام یورپ (جرمنی، فرانس، برطانیہ) و امریکا تک میں قدیم ایشیائی شعرا بالخصوص عرب اور شعراء جاہلیت کا نایاب کلام بیحد کوشش و تلاش کے بعد خاص اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے مستشرق قدردان ذوق و شوق سے دست طلب بڑھاتے رہتے ہیں! ارباب علم و ادب محنت و دماغ سوزی سے مرتب کرتے ہیں۔ مقدمے و حواشی لکھتے ہیں، حلّ الفاظ، اور فٹ نوٹ سے ترتیب دیتے ہیں متعدد نسخوں سے مقابلہ کر کے غیر معمولی صحت اور حد درجہ اہتمام سے کام لیتے ہیں عمدگی طباعت و نفاست کاغذ کو ملحوظ رکھتے ہیں مصارف کثیر کے متحمل ہوتے ہیں اور اسے زبان و علم ادب کی بڑی خدمت سے تعبیر کرتے ہیں۔ گو انہیں کثرت سے ایسے اشعار کا ذخیرہ بھی ملتا ہے،

جسکا لنگر موجودہ تہذیب و شایستگی نہین سنبھال سکتی۔

لہذا اُردو زبان کے ایک مستند استاد کا وہ مجموعۂ واسوخت جو اب کمیاب تھا پیش کرنا بھی زبان اور اُردو علم ادب کی بڑی خدمت ہے اور جو اس خدمت کو بجا لائے وہ بلا ریب ملک و قوم کی طرف سے شکریہ کا مستحق قرار دیا جائیگا۔ لہذا مین ادارہ ادبیہ کو اس احساس پر مبارکباد دیتا اور دعا کرتا ہون کہ خدا کرے دائرہ کی یہ سعی مشکور ہو اور وہ اس سے بہتر خدمت کے لیے آیندہ اپنے آپ کو ثابت کر سکے آمین!

نیاز کیش

محمد حسین محوی صدیقی

پروفیسر ادب، جامعہ آلہیہ کانپور

# مقدمہ

واسوخت مین شاعر ابتدا اً اپنی بیگانگی عشق و محبت سے پھر گرفتار بلا
ہونا بیان کرتا ہے پھر کسی محبوب پر فریفتہ ہوتا ہے اور ایک مدت تک
مصائب و آلام فراق جھیل کر کامیاب وصال ہوتا ہے چند روز
مسرور رہتا ہے پھر اغیار یا اقرباے معشوق مخل انداز ہوتی ہین اور
محبوب کج ادائی کرنے لگتا ہے عاشق کو یہ بات ناگوار ہوتی ہے وہ
معشوق سے از راہ طنز و تشنیع کہتا ہے کہ تجھ سے زیادہ حسین تلاش
کرونگا جو میرا مطیع ہوگا اور ہر وقت میری مدارات مین مصروف رہیگا
اُس وقت تو شرمندہ ہوگا اور اپنے جور و جفا پر نادم۔ غرض شاعر انھین
مضامین کو طول دیکر واسوخت کو تمام کرتا ہے

فارسی مین وحشی یزدی نے واسوخت کی ابتدا کی اور غالباً اُسی پر اس مضمون کا خاتمہ بھی ہوگیا کیونکہ کسی اور شاعر کا فارسی واسوخت دیکھنے مین نہین آیا۔

اُردو زبان مین پہلے پہل واسوخت سلطان عالم واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کے عہد مین امانت لکھنوی نے بھر مداری لال نے لکھا، اُسکے بعد تقلیداً اور شعرا نے بھی چند واسوخت لکھے مگر اب عرصے سے یہ مضمون متروک ہوگیا ہے۔

اس مجموعہ مین چھہ واسوخت نتیجۂ فکر سخنور عالی نظر حضرت امیر مینائی علیہ الرحمۃ ہین استاد امیر بڑے پایہ کے شاعر تھے۔ آپ ۱۶ شعبان ۱۲۴۴ھ روز دوشنبہ کو بعہد نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ بیت السلطنۃ لکھنؤ مین پیدا ہوے۔ درسیات کی تحصیل علماء فرنگی محل اور دیگر علماء نامور مثل حاجی مفتی محمد سعد اللہ صاحب مرحوم مرادآبادی کی خدمت مین کی تھی قبل غدر ۱۸۵۷ء ایک دیوان مرتب

فرمایا تھا جو اُس ہنگامے مین تلف ہوگیا، دربار شاہی مین بھی رسائی تھی،
بعد ایام غدر سنہ ۱۲۷۵ھ مین نواب یوسف علیخان بہادر تخلص ناظم مسند آرائی ریاست
رامپور نے طلب فرما کر حاکم دیوانی جس کا لقب مفتی عدالت تھا مقرر کیا۔
نواب ناظم کی رحلت کے بعد اُنکے فرزند اور جانشین خلد آشیان نواب
کلب علی خان بہادر نے بہت کچھ قدر دانی فرمائی اور تلمذ اختیار کیا ۴۰
برس رامپور مین جناب امیر نے عزت و آبرو اور عیش و راحت کے ساتھ بسر
کیئے آخر مین حسب الطلب فرمان فرمائے دکن ۱۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۸ھ
کو وارد حیدرآباد ہوے اور ایک مہینے نو روز کے بعد بتاریخ ۱۹ جمادی الآخر
سنہ ۱۳۱۸ھ شہر مذکور مین انتقال فرمایا،

نہایت نیک نہاد، متعبد، متواضع بزرگ تھے، آج تمام ہندوستان اُنکو فن شعر مین
استاد کامل مانتا ہے، علاوہ دیگر تالیفات و تصنیفات کے تین دیوان اُنکی یادگار مین جناب
باری عز اسمہ، داخل فردوس برین فرمائے چند بند وسوخت کے اُس مقام پر بطور نمونہ درج ہوتے ہین۔

الحذر جوشِ جنون سلسلہ جنبان پھر ہے
الامان خاطرِ ناشاد پریشان پھر ہے

دامنِ وادیٔ وحشت مرا دامان پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے

موجِ اشکون کی نظر آتی ہے زنجیر مجھے
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

تنگ ہون شہر سے الفت ہے بیابان سے مجھے
خفقان ہوتا ہے گلگشتِ گلستان سے مجھے

اپنے کپڑے نہیں کم خانۂ زندان سے مجھے
طوقِ وحشت نے بچھایا ہے گریبان سے مجھے

حلقے آنکھونکے نہیں ضعف کی تصویرین ہین
جسمِ لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

شدتِ گریہ سے اشکون کی فراوانی ہے
کشتیِ چرخ تلک کشتیِ طوفانی ہے

شوقِ دل مستعدِ سلسلہ جنبانی ہے
آہ پر درد کہ زنجیرِ پریشانی ہے

تیغِ افغان جو کھنچے شرم سے بجلی کٹ جائے
شورِ نالون کا سنے رعد کلیجہ پھٹ جائے

حررہ العبد المذنب محمد احسن اللہ خان ثاقب قلیسر (سابق مدیر قند پارسی)

وکٹوریا کالج گوالیار - ۱۴ - نومبر ۱۹۱۹ع

# بانگِ اضطرار ۱۲۸۴

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا
جلوۂ حسنِ ادا حوصلہ پرداز نہ تھا
شمعِ فانوس بیاں شعلۂ آواز نہ تھا
اک جہان کشتۂ تیغِ نگہِ ناز نہ تھا

آنکھیں خونریز نہ تھیں خنجرِ قاتل کی طرح
لوٹتے تھے دلِ عشاق نہ بسمل کی طرح

پانوں پردے سے نہ نکلا تھا تمہارا باہر
صورتِ آئینہ تھے خانہ نشین شام و سحر
صحن تک بھی تمہیں دالان سے آنا تھا سفر
ڈرتے ڈرتے کبھی جاتے تھے اگر جانبِ در

دیدۂ نقشِ قدم سے تمہیں تک جاتی تھی
دیکھ کر سایے کو ہمراہ جھجک جاتے تھے

آگہی زیب سے بھی تم کو نہ زینت سے خبر
مِسّی ملنی کا نہ لپکا تھا نہ سرمے پہ نظر
ہاتھ مہندی سے نہ تھے پنجۂ مرجان اکثر
آتشِ رنگِ حنا سے نہ جلاتے تھے جگر

دامنِ زلف تلک دسترسِ شانہ نہ تھا
آئینہ پرتوِ عارض سے پری خانہ نہ تھا

بوی عارض سی معطر تھا نہ یون گلشن دہر
نہ اُگلتے تھے کبھی افعی گیسو یون زہر

قلزم حسن سی اٹھتی تھی نہ پیدا کی لہر
شہرۂ ماہ رخ صاف نہ تھا شہر بشہر

جان آفاق نہ تھی عاشق دلگیر جمال
کھنچ کے جاتی تھی نہ ہر شہر مین تصویر جمال

سیکڑون آئینہ حسن کے حیران کب تھے
لاکھون گیسوی پریشان کی پریشان کب تھے

اتنے وحشت زدۂ نرگس فتان کب تھے
اسقدر مشتری سیب زنخدان کب تھے

کوچہ یون آٹھ پہر مصر کا بازار نہ تھا
تم تو یوسف تھی مگر کوئی خریدار نہ تھا

کون تھا میری سوا چاہنے والا صاحب
خانگی ماہ تھے تم اور مین ہالا صاحب

میری چاہت سی ہوا رتبہ دوبالا صاحب
میری بدنامیون سے نام نکالا صاحب

ملک کی مینے بہت حسن مین تب طاق ہوئے
مثل مضمون کیطرح شہرۂ آفاق ہوئے

سیر کو تمکو نظر تھی نہ تماشے پہ نگاہ
شکل یوسف کبھی دیکھی نہ تھی بازار کی راہ

ماہتابی پہ نہ چڑھتے تھے کبھی شام پگاہ
بلکہ خورشید نے دیکھا تھا نہ سایہ اے ماہ

شوخیان طبع مبارک مین نہ زنہار تھین
کھڑکیان گھر کی کبھی جانب بازار نہ تھین

روز ہوتی تھی نہ یون بھوندنکی زیور کی خرید | خز و دیبا کی یہ جامہ تھی قطع و برید
اک جہان گو کہ تھا مشتاق بر نگِ عید | پر نہ حاصل تھا کسی کو مزۂ گفت و شنید

جمع ہوتی تھی نہ یون اہلِ غنا شام کو وقت | قصہ گو یونکو بلاتی تھے نہ آرام کو وقت

اب جو ہر بات مین یکتا ہوی ماشاء اللہ | عربدہ جو ستم آرا ہوے ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوے ماشاء اللہ | غیر ہم غیر احبا ہوے ماشاء اللہ

جھگڑے آپکی محفل مین پڑے رہتے ہین | منتظر ہم پسِ دیوار کھڑے رہتے ہین

یہ نہ سمجھے تھے کہ ہوگی یہ قیامت ہم پر | امتحان دمِ شمشیر عداوت ہم پر
غیر لوٹینگے مزے آئیگی آفت ہم پر | ظلم و جور و ستم و خواری و ذلت ہم پر

کچھ ہوا خیر تھا کچھ اور گمانِ درویش | قہرِ درویش بہ جانِ درویش

دل مین سوچو کہ طرحدار بنایا کس نے | دلربا دیکھے دل الہی یار بنایا کس نے
اس طرح کا تمھین عیار بنایا کس نے | سارے معشوقون کا سردار بنایا کس نے

کب سلیقہ تھا تمھین زینتِ زیبائی کا | کس کی صدقی مین یہ شہرہ ہوا رعنائی کا

سارے احسان مرے نام خدا بھول گئے | بیوفائی پہ چلے راہ وفا بھول گئے
ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بھول گئے | پچھلی باتون کو تم ای ماہ لقا بھول گئے
اب تو دل اور دماغ اور ہی شان اور ہی ہے | آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے

رات دن صحبت اغیار ہے اللہ اللہ | گھر مین ہنگامۂ بازار ہے اللہ اللہ
دل ہین پامال وہ رفتار ہے اللہ اللہ | دم نکلتے ہین وہ گفتار ہے اللہ اللہ
آئین احباب قدیمی یا اجازت ہی نہین | کنگھی چوٹی سی کسی دم انھین فرصت ہی نہین

عام چاہت ہوئی اب عشق کے بیمار ہین سب | درد دل درد جگر سوز دورن خشکی لب
گرم بازار ادا سر طبیبون کے مطب | آنکھین بیمار ہین شربت دیدار طلب
خوش دواساز ہین بن آئی ہی عطارونکی | ڈولیان روز چلی آتی ہین بیمارونکی

کوئی جانباز ترے کوچے سی اب اٹھتی ہین | جابجا بیٹھے ہوے نام ترا رٹتے ہین
خنجر ناز سے لاکھون کی گلے کٹتے ہین | شربت مرگ کی پیاسون مین قدحے بٹتے ہین
خون تیریون کی روان کب صفت آب نہین | کس سحر کوچہ ترا مسلخ قصاب نہین

روز چھپ چھپ کے چلے آتی ہین غیرون کے پیام — کٹنیان بھیجین لگا بھیجین کرتی ہین سلام

ایسی ہوتی ہین اشارون مین لگاوٹ کی کلام — حال آئینہ ہی چاہون تو کہون نام بنام

خط پہ خط آتی ہین پوشیدہ نہین یارون تک — بیٹھے رہتے ہین کبوتر تری دیوارون تک

رات دن صحبت اغیار رہا کرتی ہے — بزم مین لوگونسے بازار رہا کرتی ہے

طبع تم سے مری بیزار رہا کرتی ہے — گرد غم بیچ مین دیوار رہا کرتی ہے

خیر کیا واسطہ بہتر ہوا گر جو رسی تم — ناز اٹھواؤ یہ بیجا کسی مردو سے تم

ہمسے الجھی ہوئی گفتار - ذرا اور سنو — ہمسے اکھڑی ہوئی رفتار - ذرا اور سنو

بیرخی ہم سے یہ ہر بار - ذرا اور سنو — ہم رکاوٹ کے سزاوار - ذرا اور سنو

دور غمزے ہین یہ سرکار کی انائی سے — ایسی چالین ہین صاحب کسی ہرجائی سے

خیر تمکو جو نہین پاس ہمارا صاحب — بحر الفت سی کیا ہمنے کنارا صاحب

نہین البتہ اگر دل ہی تمھارا صاحب — سلسلہ قطع ہی کب ہے یہ گوارا صاحب

آپکے دل مین محبت کا اگر نام نہین — خوش رہو خوش ہو بندی کو بھی کچھ کام نہین

بے بلا تم ہو تو ہین ایک بلاکش ہم بھی — برق وش تم ہو تو پرکالۂ آتش ہم بھی

تمکو پروا نہین تو تم پہ نہین غش ہم بھی — ڈھونڈھ لینگی کوئی محبوب پریوش ہم بھی

دل ہی بلبل تو کہان چہرۂ گلرنگ نہین — پا تو ان مین لنگ نہین ملک خدا تنگ نہین

بہر غواص عدن مین در غلطان لاکھون — پھول گلشن مین بہت قاف مین پریان لاکھون

دل ہی ہو بنا ہی جو منظور تو خواہان لاکھون — ماہرو زہرہ جبین مہر درخشان لاکھون

جگمگاتا کون سی جا ماہ جبینونکا نہین — شہر آباد ہی کچھ کال حسینون کا نہین

تو سہی ناک مین دم ہو یہ ستاؤن تمکو — شمع رو ایسا نکالون کہ جلاؤن تمکو

آنکھین کھلجائین وہ خورشید دکھاؤن تمکو — اشک بن جاؤ تو نظرون سے گراؤن تمکو

نہ ملون کلمۂ خوشامد کی جو ارشاد کرو — بھول جاؤن تمھین ایسا کہ بہت یاد کرو

ڈھونڈھکر کوئی طرحدار نکالون ایسا — تم بھی دیکھو تو کہو صل علی صل علےٰ

تو زرد تم سامنے اسکے ہو وہ خورشید لقا — کم نما جیسے کہ خورشید کی پہلو مین سہا

فخر خوبان جہان جسکے بھی جالاک بھی ہو — اپنے غمزے کی طرح قاتل بیباک بھی ہو

چاند سا چہرہ شب مے جو دکھائے تمکو
کرم شب تاب کے مانند اڑائے تمکو

گرم صحبت ہو تو ہنس ہنس کی بلائے تم کو
آپ تو برق بنے ابر بنائے تمکو

سامنے اُسکے کہاں دانش و فرہنگ سے بات
صورت غنچہ نہ نکلی دہن تنگ سی بات

دام مین لائی تمھین گیسوی پیچان اُسکا
کنوین جھنکوائے تمھین چاہ زنخدان اُسکا

داغ دی چاند سا رخسارۂ تابان اُس کا
طوق ہو تمکو مہ نو سا گریبان اُس کا

عرقِ شرم حضورِ گلِ رخسار آئے
سر جھکا لو جو نظر ابروی خمدار آئے

کان کھلجائین کرو آنکھ کی شوخی جو نظر
آنکھین پتھرائین جو کانونکی نظر آئین گہر

ہونٹھ کاٹو جو پڑے آنکھ لب لعلین پر
نیست کردے تمھین نظارۂ عنقای کمر

رنگ فق ہو شکم صاف کے نظارے سے
حلقے آنکھونمین پڑین ناف کے نظارے سے

زلف پر پیچ کرے تمکو گرفتار رسن
کنوین مین ڈوب مرو دیکھ کی وہ چاہ ذقن

تنگ جینے سی ہو ہنگام تماشائے دہن
صبح کر دے جو نظر آئے بیاض گردن

کھینچے نشتر صف مژگانکی خلش خارونمین
آتشین چہرہ لٹائے تمھین انگارونمین

دل کو دھچکا ہو کمر کی جو لچک آئے نظر | دم پھڑک جای جو ٹھنونی کا پھڑک آئے نظر

درد دل چمکے جبین کی جو چمک آئی نظر | غم سی کٹ جاؤ جو گیسو کی لٹک آئے نظر

سینۂ صاف جو سر مشق تصور ہو جائے | شکل آئینہ ہو سکتہ یہ تحیر ہو جائے

دیکھو وہ لعل مسی زیب تو شامت آئے | سرمگین چشم سی آنکھوں مین اندھیرا چھائے

زلف کج تمکو مقدر کی کجی دکھلائے | راستی قامت موزون کی قیامت ڈھائے

آبیکلی دل مین ہو پیدا جو کلائی دیکھو | کیا ملو ہاتھ جو وہ دست حنائی دیکھو

کبھی آمادہ جو ہو رقص پہ وہ مایۂ ناز | ایسی کچھ جاؤ کہ تم فرش پہ پاؤ انداز

شمع سان پھوٹ بہو دل مین یہ پیدا ہو گداز | نیش عقرب ہو تمھین جنبش مژگان دراز

چشم آلودہ نگہ زہر کا دے جام تمھین | سانپ بن بنکے ڈسے زلف سیہ فام تمھین

کر پڑین اشک جو آنکھین کبھی آنکھوں سی لڑین | پھول سی چہری سی لالے تمھین چننے کے پڑین

باتین رنگین وہ کرے منہ سی گل تر جھڑین | خار ہو تمکو یہ پھانسین دل نازک مین گڑین

سرو آسا جو قد راست دکھائے تمکو | خوب رسوا کرے جھنڈی پہ چڑھائے تمکو

ایسے آواز کسی ہل نہ سکیں آپکے لب — پھبتیاں ایسی کہی تم پہ کہ چھپا جائیں وہ
گرمیوں پر اگر آ جائے نہیں جائے عجب — بھاگ گئے راو نہ پاؤ وہ گرے برق غضب
اگر م فقرہ اُسی ہر وقت وہ موزوں سوجھے — قافیہ تنگ کریں تمکو نہ مضمون سوجھے

میلے ہوتے ہیں بہت شہر میں بھاری بھاری — جاتی ہیں سارے حسین کر کے وہاں طیاری
شہر اُمڈا ہوا ہر سمت سے سڑکیں جاری — کثرت ایسی کہ زمیں بوجھ سے جسکی غاری
امرا چلتے ہیں سب سیر کنان ہوتے ہیں — عشقبازونکی بھی انبوہ وہاں ہوتی ہیں

ابکی جاؤگے کہیں ہو کے جو گاڑی پہ سوار — اُسکو بھی لائینگے اُس میلے میں ہم کر کے سنگار
دیکھیں ہوتا ہے دل آفاق کا کس گل پہ نثار — بندھتی ہے کسکے حضور اہل تماشا کی قطار
تو سہی کوئی نہ پوچھے تمھیں گاڑی ہانکو — تالی بج جائے بہت خوار ہو بغلیں جھانکو

بس امیر اب نہیں باقی ہے شکایت کا مقام — دیکھو کس رنگ سے کرتی ہیں وہ ملنے کا پیام
غمزہ کہتا ہے کہ اب غیر کا ہم لینگے نہ نام — آئیے آئیے ہے چشم سخنگو کا کلام
تھا جو اندیشہ تمھارا وہی اب کام آیا — چپ ہو چپ ہو تو صلح کا پیغام آیا

# واسوخت اردو
١٢٩٣ھ

آج اک سانحہ تازہ بیان کرتا ہون
شعبدۂ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہون

سختی جادۂ الفت کو فسان کرتا ہون
تیر اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہون

کتنی دل جلتی ہین اٹھتی ہین شرارے کیا کیا
روز لاتا ہی غم عشق حرارے کیا کیا

شاد کتنے تھے زمانے مین کہ ناشاد ہوے
خانمان کتنے تھے آباد کہ برباد ہوے

قیدی دام جنون کتنے پریزاد ہوے
کتنے ماتھے پہ الف کھینچ کے آزاد ہوے

کتنی وحشت مین گئی خانۂ زندان کی طرف
کتنی آوارہ وطن ہو گئی بیابان کیطرف

تلف زر کے قرینے ہوے کیسے کیسے
صرف یکرودہ خزینے ہوے کیسے کیسے

ہجر اس آگ سی سینے ہوے کیسے کیسے
غرق دریا مین سفینے ہوی کیسے کیسے

آگ مین کود پڑے کھینچ کی نالے کتنے
چاہ مین ڈوب گئے چاہنے والے کتنے

بن گیا جسم پہ گل کھا کے گلستان کوئی
جل کے داغون سے ہوا سر چراغان کوئی

بخیہ غم سے ہوا چاک گریبان کوئی
جوش وحشت مین گیا سوے بیابان کوئی

رنگ الفت نے عجب لیتی ہے کروٹ بدلا
قبر سے قصر جنازے سے چھپرکھٹ بدلا

کوئی جنگل مین کہین زیر شجر روتا ہے
سر کو ٹکرا کے کوئی کوہ پہ جی کھوتا ہے

جا کے دریا پہ کوئی اشک فشان ہوتا ہے
کوئی چادر سے لپیٹے ہوے منہ سوتا ہے

بلبلونکا کوئی ہمدم ہے گلستانون مین
ہمقدم کوئی غزالون کا بیابانون مین

ہر جگہ عشق کی ہے چال نئی ڈھال نئی
اس گلستان مین ہوا چلتی ہے ہر سال نئی

جب نظر کیجیے اس قرعہ کو ہے فال نئی
یہ وہ چوپڑ ہے کہ ہر ہاتھ ہے یان چال نئی

پانچ ہین تین سے ہین کرو غور تو پوبارہ ہین
تین کانے بھی اگر آئین تو اٹھارہ ہین

کون معشوق ہے ایسا کہ وفا کرتا ہے
کون حق مہر ومحبت کا ادا کرتا ہے

جو حسینونمین ہے وہ جور وجفا کرتا ہے
بیگناہون کو گرفتار بلا کرتا ہے

خود نما ہین متلون ہے طبیعت انکی
چند روزہ ہے ملاقات غنیمت انکی

گاه بیگاه کرین یه جو عنایت کی نظر
فی الحقیقت ہی وه نیزه کی سنان بہر جگر
میٹھی باتین بھی کرین یه لب شیرین سی اگر
تلخکامون کو وه ہی میٹھی چھری سی بدتر
دین جو حلوا تو ہلاہل کے برابر سمجھو
دم جو الفت کا بھرین یه دم خنجر سمجھو

بیوفا طرفه محبت کی سزا دیتے ہین
خاک مین دل کی تمنا کو ملا دیتے ہین
بیٹھے بٹھلائے نیا روگ لگا دیتے ہین
ہو فلاطون بھی تو دیوانه بنا دیتے ہین
سخت ہی ہین یه صنم سابقه ڈالے نه خدا
اپنے بندون کو کرے انکے حوالے نه خدا

دل اس اقرار پہ لیتے ہین که ہم ہین دلدا
لیکے دل پھر نہین دیتے ہین یه کچھ جز آزار
بھلی وه آنکھ نکلتا ہو جس آنکھ سی پیار
پھر وہی آنکھ ستم پیشه جفا جو خونخوار
ہا ان حسینون مین لگاوٹ نہین یا میل نہین
ان تلون کو جو کرو غور کہین تیل نہین

سمجھ آیا ہی اسی طرح کا اک سانحه پیش
کیا بیان اسکا کرون مین که جگر غم سی ہی ریش
پیچ ہی پیش آتا ہی آخر کو جو ہی کرده خویش
قہر درویش تہی دست بجان درویش
کام بے سمجھے ہوے جو ہی برا ہوتا ہے
پھر جو ملتے کف افسوس تو کیا ہوتا ہے

تو سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین ۔ ماہ پیکر بت خورشید لقا زہرہ جبین

جسکے سجدے کے لیے ترک فلک سر بزمین ۔ حسن و خوبی مین جو اب اسکا ثانی مین نہین

حور کو آئینہ حسن سے حیرت ہو جاے ۔ سایہ اسکا جو پری دیکھے تو وحشت ہو جاے

برق پر برق گراے وہ شرارت اسمین ۔ گرمیان شعلے کی سیماب کی خصلت اسمین

نازکی وہ کہ سوا گل سے نزاکت اسمین ۔ ماہ کنعان مین کہان ہے جو صباحت اسمین

گردش چشم فسون ساز غضب جسکے دے ۔ بوٹی بوٹی کی پھڑک جان کو بسمل کر دے

کون ہے بندہ جو کرتا نہین اسکو دل و دین ۔ ساکن دیر و حرم کوچے مین اسکے ہین مکین

اپنے مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہین ۔ بندۂ عشق مجازی ہین تمام اہل یقین

شیخ سے وہ جو کہے تارک ایمان ہو جاے ۔ برہمن ایک اشارے مین مسلمان ہو جاے

دل کیا نذر کیا جس کو اشارا اسنے ۔ غم مین ڈوبا وہ کیا جس سے کنارا اسنے

سیکڑون کو نگہ ناز سے مارا اسنے ۔ تیغ کے گھاٹ ہزارون کو اتارا اسنے

تیغ ہے ابرو پر خم تو مژہ تیر بھی ہے ۔ قدر انداز بھی ہے صاحب شمشیر بھی ہے

لب شیرین کا وہ عالم ہے کہ شیرین ہے فدا — لیلیٔ زلف سے لیلی بھی ہے زنجیر بپا

شکل یوسف جو کبھی سامنے آئی تو کہا — سامنا میرا ہی حسن پہ اچھا اچھا

شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت — آپ بھی اتنے ہوے واہ خدا کی قدرت

بدر پیشانی کو دیکھے تو جھکے سر بسجود — کہکشان کو ہے فقط مانگ کی نسبت سے نمود

خال ہندو کا ہوا گلشن عارض میں ورود — سو کھکر ہو پڑھے مومن کی طرح کیون نہ درود

خال سیہ روے کتابی پہ نمایان دیکھو — طفل ہندو بھی ہوا حافظ قرآن دیکھو

ماہ نو ابروے پر خم کو جو کہیے تو بجا — خلق مشتاق ہر اک شہر میں انگشت نما

دیکھنے والون کو بھولے طلب آب و غذا — پیاس کی ہے نہ انھین گرسنگی کی پروا

دور گردون سے عجب رنگ جہان دیکھا ہے — روزہ دارون نے ہلال رمضان دیکھا ہے

صف مژگان نہین مستونکی برابر ہے نشست — نرگس مست کے بٹتے ہین قدح دست بدست

ذکر رندونکا تو کیا بلکہ ہین زہاد بھی مست — جو خرابات جہان مین ہے وہی بادہ پرست

ہے مستی ہے یہ دو جام بھرے بیٹھے ہین — طاقون مین کعبۂ ابرو کی دھرے رہتے ہین

زلف کو مشک جو کہتی ہین وہ کرتی ہین خطا
خلقت آہو سی ہی اُسکی یہ ہی آہو سی جدا

دیکھے لیلےٰ اُسے مجنون کی طرح ہو سودا
پردۂ شب مین وہ اللہ سی مانگے یہ دعا

جوشِ سودا مین موافق مری تدبیر ہوے
یا الٰہی مری گردن مین یہ زنجیر ہوے

جیم ہی گوش تو ہے موے مژہ نون ابرو
رنج پیدا جو ہوا اُسنے وہ پھیلا ہر سو

اور اک لفظ کی ترکیب سناؤن دلجو
الف بینی و بآے لب و لام گیسو

ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے
یہ بلا کب سر عاشق سی جدا ہوتی ہے

سینہ صاف ہی آئینہ کی صورت روشن
دانت موتی کی لڑی اُسمین نہین جای سخن

وقت گفتار جو ہنس پڑتا ہی وہ غنچہ دہن
سینے مین ہوتی ہین انشو کی گہر عکس فگن

واہ کیا حسن کہاتا ہے گلے مین مالا
موتیون کا نظر آتا ہے گلے مین مالا

مدحت موی کمر لکھ نہین سکتا ہے قلم
بعض کہتے ہین اُسے جادۂ اقلیم عدم

موشگافون سی جو پوچھو تو کہین کہا کی قسم
ابھی اس معنی باریک سی واقف نہین ہم

فہم معنی جنھین حاصل ہی وہ جب رہتے ہین
"کچھ نہین کچھ نہین" کہتے ہین تو یہ کہتے ہین

دیدۂ ناف میں ہے موئے کمر تار نظر
یا کوئی ناف کو سمجھے گرہِ موئے کمر

یا تبسم سحر لطافت ہے یہ اسمین ہے بھنور
سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیش نظر ہے شکم صاف نہیں
عکس ہے چاہِ زنخداں کا عیاں ناف نہیں

گوری گوری وہ ہتیلی ہے کہ بلور کا جام
سرخی رنگ حنا اسمین شراب گلفام

نقرئی ظرف ہے یا جسمین کہ سونے کا ہے کام
یا نظر آتا ہے لبریز شفق ماہ تمام

صاف شنجرف کی تحریر یہ مکتوب میں ہے
رخ یوسف کی چمک دیدۂ یعقوب میں ہے

گرمی شوق کی رہتی ہے جو دل میں تیزی
آتش رنگ حنا کی ہے شرر انگیزی

خانمان سوز ہے اس برق کی آفت خیزی
تشنۂ خون ہیں یہان تک کہ دم خونریزی

خون عشاق کی لہریں جو نظر آتی ہیں
مچھلیاں دست حنائی کی تڑپ جاتی ہیں

ہاتھ ملواتی ہے اس ساعد سیمین کی صفا
ساق یا ہے پئے زاہد سبب لغزش پا

پانوں میں جلوہ دکھاتا ہے عجب رنگ حنا
معجز حسن سے پائی ید بیضا کی صفا

نقش پا میں جو روش مہر ضیا بار کی ہے
صاف تلووں میں صفا حور کے رخسار کی ہے

ایسی معشوق سی جسدم ہوئی صحبت حاصل
ہوئی یکجان و دو قالب جو ملے دونون دل

شمع عارض سی ہوئی گرم ہماری محفل
اُٹھ گیا پردہ دوئی کا نہ رہا کوئی مخل

اُسکا شیدا مین ہوا اُسکو مرادھیان بنا تھا
درِ مقصود کھلا عیش کا سامان بنا تھا

بلبل مست دل اپنا گلِ خندان تھا وہ رخ
برجِ مہتاب تھی محفل مہِ تابان تھا وہ رخ

ہم تھے پروانے اگر شمع شبستان تھا وہ رخ
مصر تھا کشور دل یوسفِ کنعان تھا وہ رخ

کیا کہین لذتِ ہم بزمیِ جانان کیا تھی
گرمیِ صحبتِ بلقیس و سلیمان کیا تھی

او جبل آنکھون سی نہ شکل اُٹھ پہر ہوتی تھی
نہ کبھی سیرِ نظارے سی نظر ہوتی تھی

دیکھتے دیکھتے ہر شام سحر ہوتی تھی
واہ کس لطف سی اوقات بسر ہوتی تھی

ساتھ بیدار رہے ساتھ ہی آرام کیا
رخ و گیسو کا تماشا سحر و شام کیا

شوق نظارہ یہ تھا گیسوِ عنبر بو کا
پردہ چشم ہی موباف رہا گیسو کا

ہجر پہلو کو گوارا نہ ہوا پہلو کا
نیند آئی تو دیا تکیہ مرے زانو کا

کیت پہلو مین جگہ اسکی رہی دل کیطرح
ہاتھ گردن مین رہی دو حمائل کیطرح

ہوا آوازۂ ہمرزمئ دلبر جو بلند
تجھے جو حاسد وہ جلے رشک سی مانند سپند

تیر یہ باندھی کمر اعدانے ہوئی نگر گزند
تیزی نارِ عداوت ہوئی ہر وقت دو چند

گھر میں اُڑ اُڑ کے شرارے لگی آگ کیا
آتش افروز لگے آگ لگانے کیا کیا

جمع عیار کیے دی طمع دولت و زر
وہ دراندازہوے مستعد فتنہ و شر

ایک عیار ہوا آکے ہمارا نوکر
ایک عیار نے کی نوکری اُسکی جاکر

خدمتیں کیں جو بہت یار وہ عیار ہوے
مرتبے پائے مصاحب ہوے غمخوار ہوے

میری نوکری کیا مجھسے یہ اک روز بیان
کچھ خبر آپکو ہے اور ہی جلسے ہیں یہاں

غیر غیر آتی ہیں چھپ چھپ کے یہ بازاریان
جھوٹ کہتا ہوں تو ہو گنگ مری منہ میں زبان

آپ واقف نہیں عیاروں کی عیاری سے
پانوں رکھیے رہ الفت میں خبرداری سی

چند اوباش مصاحب ہیں کہ کرتی ہیں شر
کہیں لیجاتے ہیں وہ آپکو غافل پاکر

پشت ایوان پہ جو کھڑکی ہے وہی راہ خطر
رخنے پڑتے ہیں اسی راہ سی لو جلد خبر

بند کھڑکی ہو کسی طرح تو اچھا ہو جائے
رخنہ انداز کہیں کیوں وہ تیغا ہو جائے

مین نے اُس سی یہ کہا مجھکو یقین ہو کیونکر | دیکھون آنکھون سی تو تدبیر بھی ہو مدنظر

عرض کی اُس نے رہے نیر دولت انور | بات آسان ہی کرتا ہون مین اب پیش کمر

بھید کھل جائیگا چھپنے کا نہین حال حضور | خیر خواہی مری اور آپ کا اقبال حضور

ایک ترکیب ہے لیکن عمل اُسپر ہی ضرور | چوک مین لیجیے اک کمرہ کرائے کو حضور

نور کا فرش بچھے اُسمین بندھین قندیل نور | ہو وہ سب طرح سی آراستہ مثل رخ حور

فارغ البال کبھی ہو کی ہر اک کام سی آپ | رونق افزا ہون کبھی شب کو سر شام سی آپ

ہین مصاحب جو وہان اُنسی بھی کچھ ہے مجھے راہ | دونگا اُنکو طمع سیم و زر و دولت و جاہ

کچھ تردد نہین ملجائینگے وہ خواہ مخواہ | ہے جو مطلب نکل آئیگا وہ انشاء اللہ

مین لگا لاؤنگا وہ ہو کے سوار آئینگے | جلنے عقدی ہین وہ سب آپ پہ کھل جائینگے

بدگمانی ہی بری مجھکو بھی آیا یہ گمان | شاید ایسا ہی ہو کرتا ہے جس طرح بیان

حکم لوگونکو دیا لو کوئی اچھا سا مکان | پردے اطلس کی بندھین فرش مشجر ہو وہان

کرسیان میز بچھین آئینے چسپان ہو جائین | جھاڑ فانوس کنول رونق ایوان ہو جائین

مختصر یہ کہ کیا اسکی شرارت نی اثر — آزمائش ہوئی معشوق کی منظور نظر

حال ادھر کا تو یہ تھا طرفہ بندھا رنگ ادھر — وہ جو عیار وہان جا کے ہوا اٹھا کر

پھر زر الفت دیرینہ جتائی اُس نے — مسجد اللہ ٹھگنے کے لیئے ڈھائی اُس نے

وقت پا کر یہ کہا اُن سے کہ تم ہو غافل — دل دیا ہے جسے ہی اور کہین اُسکا دل

جس پہ مائل ہو وہ ہے اور کسی پر مائل — برج خورشید ہی اب دو رمہ کی منزل

دلربا تم نہین اب اوسکو کوئی دلبر ہے — گھر تمھارا نہین یہ اور کسی کا گھر ہے

چوک مین ایک کرائے کا لیا ہے کمرا — چھپ کے جاتے ہین وہان ہوتی ہین جلسے کیا کیا

ہفتہ رات کو آتا ہے کوئی ماہ لقا — تم سے بگڑے گی ضرور اسمین نہین فرق ذرا

تم سے بیزار ہے یہ بات بہت شہر پہونچی ہے — جھوٹ کہتا نہین تحقیق خبر پہونچی ہے

جام مینا و سبو پاس دھرے رہتے ہین — ہار پھولون کے چنگیرون مین بھرے رہتے ہین

جو نگہبان ہین ورے اوپہی رہتے ہین — ہین جو قاکیش جو دو ایک ڈری سی رہتی ہین

صبح آتی ہین تو حمام سے آتے ہین — اُس سے چھلا بھی نشانی کا لیے آتے ہین

کرتی ہین بیٹھ کی احباب مین اکثر یہ کلام — اب تو اسباب تعیش کی مہیا ہین تمام

ہی یہان صبح بنارس کی اودہ کی ہر شام — دود معشوق ہین کتنی ہین موافق ایام

ہی مہ و مہر کا آنکھون کو میسر جلوہ — گھر مین مہتاب کا خورشید کا باہر جلوہ

دونون ہین ایک لطافت مین نزاکت مین مگر — ذائقہ اسمین زیادہ ہی جو نو رس ہی ثمر

اسکو بھی دیکھیو تو کچھ اس سی نہین ہی کمتر — ایک دونون مین ہی گر فرق تو ہین انہین کیونکر

تجھی ہجر ہی زائل مرے دونون مٹھے — لذت زیست ہے حاصل مرے دونون مٹھے

سنکے اُسنے یہ کہا تجھکو مرے سر کی قسم — دے خبر مجھکو فراہم ہو یہ جلسہ جس دم

خود بخود جلنے لگے گرمے ہین نہین کچھ موم کے ہم — پھیر کی بات نہین کون اٹھائے یہ الم

فتنہ برپا ہو محل غیر محل دیر نہ کیا — آج ہی بگڑے بگڑتی ہی جو کل دیر کیا

آدمی بھیج کی دریافت کیا اُسنے جو حال — اُسنے آکر یہ کہا آئینہ ہی صدق مقال

چوک مین ایک ہی کمرہ کہ وہ زیبا ہی کمال — در پہ دربان ہین امیرانہ ہین سب جاہ و جلال

پردی زرین جو ہین منہ نور کا برساتی ہین — لوگ کہتے ہین کہ وہ روز یہان آتی ہین

یہ خبر سنکے اُسے اور حرارت آئی | واں رکا دل تو یہاں گرد کدورت آئی

گو بظاہر نہ کبھی بات کی نوبت آئی | دل نے کہتا تھا کہ اب آئی اب آفت آئی

رنگ اُڑا ہوا چھایا ہوا غم دونوں طرف | ایک غم دونوں طرف ایک الم دونوں طرف

میں یہ کہتا تھا الٰہی یہ قیامت کیا ہے | وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قہر یہ آفت کیا ہے

مجھکو اندیشہ یہی وجہ کدورت کیا ہے | دھیان اُسکو سبب کمی محبت کیا ہے

نہ تکلف کا دن نہ کٹی رات کوئی | نہ ادھر بات کوئی بھی نہ اُدھر بات کوئی

اُسکو چھپ چھپ کے ہر اک گوشہ میں گریاں ہونا | مجھکو ہر بار سراسیمہ پریشان ہونا

اُسکو گردوں کی طرف دیکھ کے حیران ہونا | مجھکو افسوس سے انگشت بدندان ہونا

رنگ صحبت نہ رہا لطف ملاقات گیا | لگ گئی چپ مزۂ حرف و حکایات گیا

میں یہ کہتا تھا الٰہی یہ تماشا کیا ہے | دفعتہً پھر گئی قسمت مری ہونا کیا ہے

ہے اُداسی در و دیوار پہ نقشا کیا ہے | ہوش باقی نہیں یارب مجھے سودا کیا ہے

خشک لب ہو گئے رخ زرد ہے کیا ہوتا ہے | دل میں بیساختہ کچھ درد ہے کیا ہوتا ہے

اسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھسے دغا — پیار کا چاہ کا الفت کا مزہ کچھ نہ رہا
دشمنی کرنے لگے دوست زمانہ الٹا — لوگ بے مہر کسی کا ہو سمجھکر کوئی کیا

پردے پردے مین عداوت یہ محبت کیسی — منہ یہ کچھ دلمین کچھ اللہ یہ الفت کیسی

آخر کار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ — ظاہری ترک مروت ہوئی رفتہ رفتہ
ہم کو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ — اونکو صورت سی بھی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ

منہ لپیٹے ہوے ہم اپنا پڑے رہتی تھی — وہ بھی پاس آتی تھے دو گھڑی رہتے تھے

ایکدن اس سی کہا ہم نے کہ ای رشک قمر — آج تقریب ہے شادی کی کسی دوست کے گھر
رقعہ آیا ہی بلایا ہی ہمین کل ہے خبر — بزم شادی مین ضروری اپنی ہی شرکت شب بھر

لیکے نوشاہ دولھن کو جو روانہ ہوگا — دن چڑھے بعد فراغ اپنا بھی آنا ہوگا

خیر تو منہ سی کہا پر انھین آیا یہ خیال — ہو نہو آج اسی کا ہی انھین شوق وصال
جائین تو شام کو ہمکو بھی نہین تاب ملال — ہم بھی چلتی ہین کہ گھر مین ہی رہنا ہی وبال

یا تو ہو غیر کا یا ودبت خود سر اپنا — آج جھگڑا ہی چکا لیتے ہین چل کر اپنا

شام جسوقت ہوئی ہمنے منگائی پوشاک | ہوئے آمادہ چلے گھرسے مگر دل غمناک

پہونچے اس گھر مین جنت تھا جو زیر افلاک | ساتھ دو چار مصاحب بھی نہایت چالاک

گو کہ باتو نمین بہت ہمکو وہ بہلاتے تھے | کیا کہین کیا دل مضطر کو خیال آتے تھے

دو پہر رات گئے انکی سواری آئی | ہمکو پہونچی یہ خبر باد بہاری آئی

بات اسوقت یہ خاطر مین ہماری آئی | جسکا کھٹکا تھا اسی بات کی باری آئی

گذر اس بام پہ ہوگا بت ہرجائی کا | سامنا آج ہوا آفت بالائی کا

فکر انجام ہوئی جب یہ مرے دل نے کہا | سادگی خوب نہین کام ہے عیاری کا

کار فرما ہو اگر عقل تو اسدم ہے مزا | بات کیجے کوئی حکمت کی فلاطون سے سوا

امتحان یار کا جس سے کسی عنوان ہوجائے | جھوٹ سچ جو ہے وہ سب آج نمایاں ہوجائے

سوچتے سوچتے یہ بات نکالی آخر | میرے ہمراہ مصاحب ہین کئی خوش ظاہر

مجھکو لازم ہے کہ غائب ہوؤن ہین جو حاضر | دیکھون کیا قصد ہے کس راہ پہ ہے وہ کافر

امتحان چاہیے ہونی ہی جو آخر ہوگی | گفتگو انسے جو آئیگی وہ ظاہر ہوگی

اک مصاحب تھا مری ساتھ خوش اسلوب حسین | اسکو وان اپنی جگہ مین نے کیا صدر نشین

اکڑ رہا ایک تھا اسمین مین ہوا جا کے مکین | چھوڑی چلپن کہ نہ دیکھی وہ بت ہرزہ جبین

باتین گکا تون سی سنون تبک کوئی اصلا نہ ہے | فاش پردیسی ہو پروا کوئی پروا نہ ہے

مین نے اس گوشی مین لی مصلحتاً جاے قرار | زیب مسند وہ ہوا اپنی کھٹائی کو بہار

سر پہ رومال ہلانے لگے دو خدمتگار | دفعتہ مثل قمر سامنے آیا وہ نگار

پر اس سمیہ غضبناک مکدر آیا | منہ بنائے ہوے بدلے ہوے تیور آیا

زیب مسند جو کسی غیر کو دیکھا مری جا | تھا غضبناک زیادہ وہ غضبناک ہوا

اس مصاحب نے کہا خیر ہے تشویش ہے کیا | گھر تمہارا ہے جو آئے تو سرافراز کیا

کسلیے آنا ہوا آج آپ نے کاہے ل کیا ہے | بیٹھ بھی جاؤ گھڑی رہنے سے حاصل کیا ہے

آئے کس کام کو کچھ کہیے تو آنے کا سبب | کچھ بیان کیجیے تکلیف اٹھانے کا سبب

آتے اس گھر مین تو پھر تیوری چڑھانے کا سبب | وجہ آنیکی نہ کھلتی ہے نہ جانے کا سبب

دو گھڑی بیٹھو ہنسو بولو کوئی بات کرو | آدمی ہم بھی ہین ہم سے بھی ملاقات کرو

سن کی یہ بات کہا غیر سی مطلب یہین کیا ۔ جنکے مشتاق ہین اُنکا نہین اُس گھر مین پتا

یہ سنا تھا کہ ہی پاس اُنکے کوئی ماہ لقا ۔ داغ دیتی اُسے آئے تھے کہ لیجائے سزا

بدلے منظور نظر اُس سے تھے لینے ہمکو ۔ یان جو آئی تو پڑی لینے کے دینے ہمکو

ایک نوکر سی کہا اپنے ذرا جا تو سہی ۔ ہمکو لایا ہے جو یان اُسکو بلا لا تو سہی

کر دیا تاکید کہ روپوش ہے کیون آ تو سہی ۔ جسکے آنے کو کہا تھا اُسے بتلا تو سہی

ہو اگر جھوٹ تو یہ مورد تعزیر کرون ۔ کرکے کالا ترا منہ شہر مین تشہیر کرون

وہ جو ڈرتا ہوا آیا تو یہ جھنجلا کے کہا ۔ کیون یہ کیا بات ہے کیا تونے کہا کیا نکلا

جنکا طالب ہون نہ وہ ہین کسی غیر کی جا ۔ دوسرا کون ہے معشوق بتا جلد بتا

مہروش اور کہان کسکی کہین تون چھپا نہین ۔ اسقدر جھوٹ کسی بات کا سر پانون نہین

کانپ کر اُسنے کہا جھوٹ نہین جھوٹ نہین ۔ راست گو ہون بخدا جھوٹ نہین جھوٹ نہین

کچھ نہین میری خطا جھوٹ نہین جھوٹ نہین ۔ آپ دیکھین تو ذرا جھوٹ نہین جھوٹ نہین

وہی مکر وہی وہ جسمین کہ طیاری ہے ۔ رنگ بدلانے کو کچھ رنگ ہی عیاری ہے

اور کچھ دھیان مین آتا نہین اسوقت مگر
چلمن آتی ہی یہ چھپی ہوئی حسرت مین نظر

ہو نہو اسمین مقرر ہے کوئی رشک قمر
ہی یہی دھوکے کی ٹٹی کہ بظاہر ہی سپر

تیز ہون ناخن تدبیر تو عقدہ کھل جائے
چلمن اٹھی تو یقین ہے ابھی پردہ کھل جائے

سنکے اس بات کو جلدی سی بڑھا یہ تمثال
پھینکدی توڑکے چلمن کہ پریشان تھا کمال

در مین رکھا جو قدم کو تو ہوا آئینہ چال
چار سو پھیل گئی روشنی شمع جمال

مجھکو دیکھا تو کہا واہ یہ چوری ہمسے
بت بنی بیٹھے ہوا للہ یہ چوری ہمسے

چھپ کے بیٹھے ہو جو مجھسے یہ خطر کس کا ہی
پاس اتنا تمھین منظور نظر کس کا ہے

مجھسے ڈرتے نہین بتلاؤ یہ ڈر کس کا ہی
صاحب خانہ ہی یان کون یہ گھر کس کا ہے

ہو جو شکوہ کہو کس بن کو اُبھار کہا ہے
ہی یہ ظاہر کہ کہین اسکو چھپا رکھا ہے

بڑھ چلے اب تو بہت دور ہو ماشاءاللہ
بزم شادی مین گئی آئے یہان کاٹ کی راہ

تمسے عیار بنا آپ کا کیا کہنا واہ
یہی چلے ہین تو کیا ہوگا محبت کا نباہ

سر مہری کے بھی نقشے لگے جمنا ب تو
چور پکڑا ہی بڑی گھات سی ہنسنے اب تو

کھلتے یہ لال ہو خشم سے مثل گل تر
باتھی ہی جرم خطا دست درازی پہ کمر
خار کیا کیا نہ دیئے گوشۂ داماں کھینچا

کچھ نہ سوجھا اُسے کچھ غیظ مین آیا نہ نظر
پرزے کپڑون کے کئے جامے سے ہو کر باہر
ڈال کر ہاتھ گریبان مین گریبان کھینچا

ہم سخن کی ہین یہی کہ نہ چند جفا سمجھو تو
بات کچھ اور ہی ہے آئین ہے کیا سمجھو تو
توبہ اگر انصاف کچھ دل ہو جائے

تجھے کرنا یہ ستم پہلے ذرا سمجھو تو
نا سمجھ ایسے نہیں نام خدا سمجھو تو
بے تکلف ابھی ظاہر حق و باطل ہو جائے

نہ مرا جرم ہے اسمین نہ تمہارا ہے قصور
کچھ کا کچھ مجھسے کہا تم نے کیا کچھ مذکور
وہ یہان جانب خیر کذب برابر گذری

فتنہ انگیزی اعدا سے پڑا ہے یہ فتور
آزمائش ہوئی ہان دونون طرف سے منظور
آج جواب یہ گذری وہی مجھ پر گذری

کیا کہا تم سے تم آئے جو یہان ہو کے خفا
سکہ انھین ہین نہایت ہی آنکھون کی حیا
سیر اغیار کے باغون کی کیا کرتے ہین

یون ہی تھا ایک دو انداز نے مجھسے بھی کہا
نکہت گل کی طرح جاتے ہین چھپکر ہر جا
روز تر طیب دماغ انکی کیا کرتے ہین

چوک مین لو کوئی کمرہ تو نکل جائی یہ لب | پانون کی شب لے اُٹھین لاو بچھا مین گھل

چوک کر غیر کے کہنے پہ کیا ہم نے عمل | گذر اس غیر محلہ مین ہوا غیر محل

آگئے کہنے مین تجھی نیست جو بھاری تجکو | آزمایش ہوئی منظور تمھاری ہم کو

تم جو آئے تو کیا گوشۂ عزلت مین قیام | اک مصاحب کو کیا صدر نشین اپنی مقام

تا کھلے راز سنین آپ کی تقریر تمام | شکر للہ کہ اب کچھ نہ رہا ہم کو کلام

فرق پایا نہ محبت مین ذرا صاف ہے تو | جو کہا تمنے وہ کانون سے سنا صاف ہے تو

تمکو بھی چاہیے اس وقت صفائی ہم سے | مفسدون سے ہو جدائی کہ جدائی ہم سے

نہین ہونیکی کبھی کوئی بُرائی ہم سے | نہ پھرین تم سے پھری ساری خدائی ہم سے

کام مستی کی کسی سے ہمین کچھ کام نہین | ڈھونڈھ لو سارا مکان غیر کا یان نام نہین

ہم تو قائل ہوئے تم صاف جو ہمین نہین شک | تم بھی اب دور کرو دل سے جو رکھتی ہو کھٹک

آزماؤ ذرا الفت کو یہ کر دے ہے محک | غیر کا دھیان نہین دل مین ہمارے اب تک

ہم ہین یکرنگ دو رنگی کا یہان طور نہین | آپ ہی آپ ہین گھر مین کوئی اور نہین

فیصلہ ہی بہت آسان نہین کچھ دشوار
درمیان آج جو ہین باعث شر و اشرار

ایک ساتھ آپکے ہے ایک مرا خدمتگار
دونون اس دم ہون طلب تا نہ رہی دلمین غبار

مکرر کی جو کچھ ہی حقیقت وہ عیان کر دینگے
ہو گی تہدید تو حق حق وہ بیان کر دینگے

راست تھی راست پسند آگئی انکو بھی یہ بات
سامنے انکے بلائے گئے دونون بد ذات

کانپتے آئے مگر منہ سے نکلا ہیہات
سمجھے بی راست کہا نہین ممکن ہی نجات

جوڑ کر ہاتھ گری پاؤن پہ ڈر کر دونون
ایک سا حال سے لگے کہنے برابر دونون

عرض کی سچ ہی کہ اعدا نی طمع دلوائی
طمع زر سے طبیعت مین خیانت آئی

حق یہ ہی دونو طرف جھوٹ خبر پہنچائی
بد ہی انجام بدی کا یہ ہوئی رسوائی

شرم سی آنکھین جھکی پڑتی ہین گردن کیطرح
ٹیپین ہین بازوون پہ دیکھی جوشن کیطرح

لکھوا کر ٹیپین جو پڑھوائین تو تھا راست سخن
نام ظاہر ہوئے رسوا ہوئے سارے دشمن

جب یہ احوال کھلا کچھ نہ رہا رنج و محن
مہربان ہو کے کہا دور ہوا سارا ظن

حق پرستی خیر پہ ہی پھر کا ڈسی کیا ہوتا ہی
کھلے بن جاتی ہین جب فضل خدا ہوتا ہی

سچ یہ ہے صاف ہو تم میرا گمان تھا باطل — پر زرے کپڑوں کی کہے کیون مین ہوا سخت خجل

مین بھی محبوب ہون آخر یہ ہی انسان کا دل — گرد آلودہ ہو پر کیا رخ ماہ کامل

غیر اول کوئی معشوق نہ ثانی ٹھیرا — دودھ کا دودھ ہوا پانی کا پانی ٹھیرا

عفو تقصیر کرو جاتے دو بدلو پوشاک — دشمنوں کی ہی عبث جان اس آفت مین ہلاک

کیا ہوا منہ مین دریدہ دہنوں کی اب خاک — وہی اخلاص وہی پیار وہی پھر ہے تپاک

گر دکھیے تو اسی وقت نئی سر سے پھرن — اب پھرون تم سے تو اللہ و پیمبر سے پھرون

ہاتھ گردن مین ہی ڈالکے کرنے لگے پیار — ہم بغل مین بھی ہوا دور ہوا دل کا غبار

بدلی پوشاک ہوا مین طرف خانہ سوار — وہ بھی ہمراہ مرے آئے بہت باغ و بہار

بخت یاور ہے اقبال کی تائید ہوئی — مجھکو نوروز ہوا ان کو شب عید ہوئی

رتجگے کے لیے سامان منگائے کیا کیا — کونڈے شیرینی کی بازار سے آئے کیا کیا

صدق نیت سے فقیر اسنے کھلائی کیا کیا — گل شہیدونکے مزارون پہ چڑھائے کیا کیا

روشنی اسنے بڑی خانۂ اللہ مین کی — حاضری حضرت عباس کی درگاہ مین کی

کی دعا خالق اکبر سے کہ اے رب عباد
دوست جیتے رہیں سب شاد رہوں دشمن ناشاد

سو مرادوں کی یہی ایک مرے دل کی مراد
جسکا عاشق ہوں وہ عاشق ہو مرے پیار زیاد

عمر بھر وصل کا حاصل ہو زمانہ مجھکو
شکل فرقت کی الٰہی نہ دکھانا مجھکو

قطع کر سلسلۂ نظم امیر اب خاموش
سامعوں نے یہ در نظم کیے گوہر گوش

گرچہ باقی ابھی دریائے طبیعت کا ہے جوش
سننے والے ہیں یہ سرمست کہ باقی نہیں ہوش

پھر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤنگا نہیں
ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤنگا نہیں

لکھنؤ
دائرۂ ادب

# شکایت رنجش

۱۲۸۴ھ

دھوم ہی خسروِ اقلیمِ جنون آتا ہے — فوجِ غم ساتھ ہی آمادۂ خون آتا ہے
خلل انداز صفِ صبر و سکون آتا ہے — صاحبِ لشکرِ نیرنگ و فسون آتا ہے
قابلِ دید تماشا حشم و جاہ کا ہے — دائمہ تخت گہ دل مین شہنشاہ کا ہے

وہ فلک قدر شہنشاہِ زمن کون کہ عشق — تیغ زن تیر فگن قلعہ شکن کون کہ عشق
رستمِ معرکۂ رنج و محن کون کہ عشق — مالکِ ملکِ دل و جان و بدن کون کہ عشق
گرد مین ہی روشِ بادِ بہاری دیکھو — حضرتِ عشق کی آتی ہی سواری دیکھو

لو وہ آتا ہی جو ہی موجدِ نیرنگ و فسون — تشنہ کامانِ محبت کا جو ہی تشنۂ خون
جسکے آگے سرِ تسلیم دو عالم ہے نگون — سر جھکاتے ہی قدمبوس کو جسکے گردون
جب یہ شمشیر دمِ جنگ علم کرتا ہے — سرِ جلادِ فلک کو بھی قلم کرتا ہے

اسکی آمد ہے جسے کہتے ہیں قتال جہاں
اسکی آمد ہے جو مشہور ہے چنگیز زماں

اسکی آمد ہے جو کرتا ہے گل عیش خزاں
اسکی آمد ہے جو ہے سر شکن تاب و تواں

تیغ کھینچے ہوئے سرگرم عتاب آتا ہے
ملک الموت بھی ہمراہ رکاب آتا ہے

کیا جلوس اُسکی سواری کا دکھاتا ہے بہار
فیل آفت کی جلو میں ہیں ستم کے رہوار

آگے آگے علم نالۂ خورشید نثار
زر فشاں اُسکا پھریرا کہ دھواں آتش بار

دل جو ٹوٹے ہیں نقیب آن کے للکارے ہیں
آبلے سینۂ عشاق کے نقارے ہیں

سر تن کشتہ ہیں جسکی وہ ستمگر ہے یہی
پہلواں جس نے پچھاڑے وہ دلاور ہے یہی

ڈوبے جسنے نکالے وہ شناور ہے یہی
کشتیاں جسنے ڈبوئیں وہ سمندر ہے یہی

خضر کا غرق ہی یاں آج نہیں کل بیڑا
نوح لائیں جو سفینہ نہ لگے پھل بیڑا

کہو آراستہ بازار محبت ہو جائے
چمکیں آنکھوں کی دکانیں نئی صورت ہو جائے

وحشت آباد غم و درد کی زینت ہو جائے
خانۂ خانہ خرابی کی مرمت ہو جائے

صاف ہو دل کا مکاں جشن کی تیاری ہے
کمرے کمرے میں گل داغ کی گلکاری ہے

چشم تر اشک کا چھڑکاؤ لگائے سر راہ — صرف جاروب کشی لٹ سے ہو بخت سیاہ

غم و اندوہ کی استادہ دو رویہ ہو سپاہ — دور کر ڈالے خبر جلد کو بیک نگاہ

ہے ابھی دور کہ پہونچی ہے سواری نزدیک — کسقدر باغ سے ہے باد بہاری نزدیک

چاہیے آتی ہے یہ جشن کا ساماں ہو جائے — جسکو جمشید بھی دیکھے تو پشیمان ہو جائے

دل صد چاک کا آراستہ ایوان ہو جائے — فرش زخم تن مجروح کا داماں ہو جائے

پھلجھڑے جو کناروں پہ گریں نالونکی — جھاڑ فانوس کنول بزم میں ان ہو چھانپونکی

دیو پریونکو صد قاف سے اڑ کر آئیں — ساتھ دیوانونکو ساز ندونکے لیے لائیں

بجلیاں لینے لگیں سب وہ ترانے گائیں — رقص آئین تو انداز نئے دکھلائیں

پھڑکے ہر عضو بدن طائر بسمل کیطرح — کاٹتے راہ چلیں خنجر قاتل کیطرح

تہنیت کی یہ ہر اک ساز سے نکلے آواز — تم سلامت ہو تابع ہوں عراق و حجاز

وہ بھی قائم رہیں شہزادے جو ہیں سبز گداز — حسن جو آپکی معشوقہ ہے عمر اسکی دراز

آپکو وصلت جانانہ مبارک شاہا — خلق کو مرگ جوانانہ مبارک شاہا

مے کشی کا جو خیال آئے تو مے خونِ جگر
دورِ پیمانہ دکھائے کوئی پھر جائے جو سر

جام وہ جن کو کہیں غیرتِ خورشید و قمر
ساغرِ جم کی طرح آئینۂ عالم کی خبر

وسعتِ ظرف سے دردوں کہیں امید کی ہون
چرخ کا خم ہو پیالے مہ و خورشید کی ہون

جوشِ مستی میں جو ہو فیض رسان طبعِ غیور
منہ خزانے کا کھلے نورِ کرم کا ہو ظہور

یا مین انعام ہوا خواہ ہوں نزدیک کہ دور
بہرہ ور ہوں در مقصود سے خدام حضور

داغِ حسرت عوضِ درہم و دینار نشین
ڈھیر ہوں آنسوؤں کے گوہرِ شہوار نشین

جامہ زیبوں کو ملیں خلعتِ عریانیِ تن
اطلس گر نہ ہو کمخاب کی جا زیبِ بدن

زخمِ سر زخم دو شالہ ہو بجائے گردن
سکہ گو کا در تحسین سے بھر جائے دہن

داغ کی سب کو سپر آہ کی شمشیر ملے
وحشت آباد جنوں خیز میں جاگیر ملے

ہار زخموں کے سبھیں باغِ طرب ہو شاداب
تیغ کے مالے ہوں تقسیم کھلے فیض کا باب

خاص لوگوں کے بڑھیں تب عنایت ہو خطاب
ہوں خطاب ایسے کہ جو ایک کا ہو ایک جواب

میرزا یاس مخاطب بہ جلیس الدولہ
میر حرمان ہوں مخاطب بہ انیس الدولہ

ہو چکے جشن تو خاصے کا بھی پھر ہو سامان — ہان جنپی جائین وہ خاصے جو ہون نایاب جہان
میز پر ظرف ہون انجم کی طرح نور فشان — لائین حورون سی کہو ڈھونڈھ باغ جنان

چرخ کی خوان سی بھی نعمت الوان آئے — نانِ خورشید بنیر مہ تابان آئے

مرغ جان آتش حسرت سی ہو جل بھن کے کباب — شلجم آبلۂ دل من و سلوے کا جواب
خشک مغزی کا وہ خشکہ نہ رہی جھلکی تاب — لخت دل خون جگر کی ہو ہماری نایاب

تا قفانون کی جگہ داغ زبون جالون کے — کوفتے لخت جگر خوانچے تیجالون کے

آش خون وہ کہ نہو سیر کسی کی نیت — سیر چشمون کو ملی لقمۂ غم کی لذت
زخم پر چھڑکے نمک جو نمکین ہو نعمت — لب نان وہ کہ لب تیغ کی ہو جس مین صفت

کالار جلوا اثر زہر ہلاہل ہو یہان — شوربا آب دم خنجر قاتل ہو یہان

بعد خاصے کے لگی چھوٹنے وہ آتشبازی — لگ اٹھی آگ کری چرخ بھی برق اندازی
ہو تماشا کہین فیلونکی و غبار پردازی — حلقے طاؤس کرین چار طرف طنازی

چرخی نالے کی ملے گنبد دولابی سے — رات ہو روز رخ زرد کی مہتابی سے

قلعے کاغذ کے جہان نصب ہوئے آتش باز
آگ کر لے کرۂ ارض کو دم بھر مین حصار

صفت سرو چراغان ہوئین شرر بار آنا
جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کی شرار

چمکین چھالونکے تبا سے کہین اختر کیطرح
چادر انشاک لگے چھوٹنے چادر کیطرح

ہوئی القصہ جو دعوت سے فراغت حاصل
سارے اسباب ضیافت سے فراغت حاصل

شرط مہمانی و خدمت سے فراغت حاصل
عطر سے پان سے شربت سے فراغت حاصل

عیش و عشرت کا نظر سب سے سامان آیا
بعد دعوت کے دم رخصت مہمان آیا

کشتیان پیش جواہر کی ہوئین بھر قلمون
جن پہ قربان کرے گوہر انجم گردون

سرخ یاقوت ہزارون صفت قطرۂ خون
چہرۂ زرد کی مکھراج بھی گنتی سے فزون

لخت دل لعل تھے تسلیم تھی کہ تنجالی تھے
تار اشکونکے نہ تھے موتیونکے مالے تھے

خسرو عشق کو آیا دم رخصت یہ خیال
دل کی اقلیم حقیقت مین ہے زر ریز کمال

بعد اک سب ہوا جس سے طبیعت ہے نہال
چھوڑ دیکیون اسی دولت سے یہی مالا مال

قطرے قطرے مین طرب خیزی گلشن ہے یہان
گوشے گوشے مین ترے داغ کا مخزن ہے یہان

صبر نامی ہی جو اس کشور آباد کا شاہ
کیجیے قید کسی طرح اُسے رکھکے گناہ

اُسکو پوشیدہ خبر اسکی جو پہونچی ناگاہ
نہ تھمی پاؤن کہا دل مین کہ تا ایشد

رعب غالب یہ ہوا ڈر کے وطن چھوڑ دیا
خوف صیاد سے طائر نے چمن چھوڑ دیا

کشور دل مین جہاندار ہوا خسرو عشق
مالک دولت بیدار ہوا خسرو عشق

رونق افزا سر دربار ہوا خسرو عشق
تاج کا تخت کا مختار ہوا خسرو عشق

نام خطبے مین کیا شاہ نے اپنا جاری
کشور دل مین ہوا داغ کا سکہ جاری

ظلم و بیداد یہ جب نیت شاہی آئی
لٹ گیا ملک رعایا پہ تباہی آئی

آخر اندھیر ہوا یہ کہ بلا ہی آئی
خون سے سرخی ہوئی موقوف سیاہی آئی

داغ حسرت کی نظر جلوہ گری آنے لگی
یاس دیوانے کی خلوت مین پری آنے لگی

مائل دید ہوے دیدۂ دیدار طلب
دل تماشائے سراپردۂ اسرار طلب

لب ہوے ذائقۂ بوسۂ رخسار طلب
مرغ جان کشمکش طرۂ طرار طلب

دفعۃً سر مین بھری سارے زمانے کی ہوا
دشت وحشت مین ہوئی خاک اڑانیکی ہوا

خواہش جلوۂ معشوق ہوئی پہلو کو / حسرت زانوِ محبوب ہوئی زانو کو

دھیان آیا دل سودازدہ گیسو کو / سونگھے چل کی کسی کاکل عنبر بو کو

عمر بے صحبت محبوب کٹے خوب نہین / زیست کا لطف بجز صحبت محبوب نہین

ہم بھی جانے لگے جلسے تھے جہان یارون کے / تذکرے ہونے لگے رشک طرحدارون کے

شہرے اُنسے جو تھے آئینہ رخسارون کے / دل سے سیر و ہوے یوسف کے خریدارون کے

کیسے جلسے مین ادھر اور اُدھر کی باتین / تھین فقط زلف و رخ و چشم و کمر کی باتین

ایک صاحب تھے جو تصویر کے فن مین استاد / اُنکو ہانی کہو اس فن مین کہ کوئی بہزاد

لائے اک روز مرقع کہ جسے نقش مراد / اُسمین تصویرین حسینونکی بھی تھین جلسے سے یاد

شبیہین جو بہ نیرنگ نمایان نکلین / حورین جنت سے پریخانے سے پریان نکلین

ایک سے ایک مرقع مین تھی بہتر تصویر / کوئی خورشید کوئی ماہ منور تصویر

باعث حیرتِ احباب ہوئی ہر تصویر / جلوہ افروز عجب ایک ہوئی پر تصویر

دیکھکر جسکو اڑا رنگ ہوا ہوش سے / دلمین جو نقش جمے تھے وہ فراموش ہوئے

وقت نظارہ عجب رنگ تحیر چھایا | بزم احباب کو حیرت کا مرقع پایا

جوش الفت نے عجب رنگ جنوں چمکایا | کیا کہوں دل سے وہ نقشہ مجھے کیسا بھایا

خلش غم نے رگ جاں میں ٹہوئی نشتر | واہ ری نوک پلک دل میں چبھوئی نشتر

آگئی ایسی طبیعت کہ کہا گھبرا کر | کس کی تصویر ہے یہ کون ہے یہ رشک قمر

جس چمن کا ہے یہ گل ہے وہ چمن کدھر | واہ کس برج سعادت سے یہ چمکا اختر

اس شباہت کے کہاں ماہ جبیں ہوتے ہیں | قدرت اللہ کی ایسے بھی حسیں ہوتے ہیں

اس مصور کا بھلا حال کروں کیا اظہار | حسن آباد ہے اک ملک حسینوں کا دیار

واں تجارت کو گیا میں تو ہوا اس سے دوچار | مٹ گئی حوصلۂ ضبط اسے نقش و نگار

سوز الفت سبب گرمی بازار ہوا | نقد جاں بیچ کے اس کا میں خریدار ہوا

حکم تھا میں نے لئے کوئی یہاں سودائی | لیچلوں کھینچ کے تصویر یہ دل میں آئی

کھو کے سب مال تجارت یہی دولت پائی | شکل نیرنگ مقدر نے نئی دکھلائی

آج تک ہجر میں فریاد کیا کرتا ہوں | شدت غم میں اسے دیکھ لیا کرتا ہوں

شکلے یہ حال مصوری سی ہوا شوق کمال ‍ ‍ ‍ ‍ گھر میں آیا تو پڑا بستر غم پر میں نڈھال

دل سی کہتا تھا کہاں اپنی نصیبوں میں وصال ‍ ‍ ‍ ‍ قاصد وہم کا جاتا ہی وہاں امر محال

کیسی وصلت کوئی ملنے کا سہارا ہی نہیں ‍ ‍ ‍ ‍ وان لڑی آنکھ جہاں لمحہ گذارا ہی نہیں

حال تغیر ہوا غم سے یہ ہوتے ہوتے ‍ ‍ ‍ ‍ دونوں رخسار مرے گھل گئے روتے روتے

جان آخر غم محبوب میں کھوتے کھوتے ‍ ‍ ‍ ‍ بخت خوابیدہ مرے جاگ اٹھے سوتے سوتے

کی جو اللہ نے تائید عجب بات ہوئی ‍ ‍ ‍ ‍ ایک درویش سی رستے میں ملاقات ہوئی

قرب حق کہتی ہیں جسکو انھیں حاصل وہ مقام ‍ ‍ ‍ ‍ ماسوی اللہ سی نفرت انھیں اللہ سی کام

مست دن رات مئے شوق سی بے شیشہ و جام ‍ ‍ ‍ ‍ آئینہ پیش نظر غیب کا احوال تمام

دیکھکر مجھکو وہ سب حال مرا جان گئے ‍ ‍ ‍ ‍ مرد ہے کسی عیسی یہ یہ پہچان گئے

آگیا رحم عنایت کی ہوئی مجھپہ نظر ‍ ‍ ‍ ‍ دی دعا مجھکو کچھ ایسی کہ کھلا باب اثر

لکھ کے تعویذ بھی اک باندھ دیا بازو پر ‍ ‍ ‍ ‍ ہنسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہے سحر

کٹ گئی سارے تری رنج و تعب دیر نہیں ‍ ‍ ‍ ‍ صحبت ذرہ و خورشید میں اب دیر نہیں

چھپ گئے وہ تو لگا ہونسی مین گھر مین آیا | دل کو کچھ مین نے تو کچھ دل نے مجھے سمجھایا
شام جب ہونے لگی اور بھی جی گھبرایا | فرش کو بیٹھے پہ سر شام مگر بچھوایا
خواب راحت سے نہ آنکھونکو سروکار رہا | صبح تک منتظر طالع بیدار رہا

جب ہوے صبح کے آثار چلی سرد ہوا | بوی محبوب کا کچھ ملنے لگا دل کو پتا
دور سے صبح سعادت کی نظر آئی ضیا | تہنیت کی یہی موجود ہوا سباب صبا
مغز جان تازہ ہوا نکہت جانان آئی | نوبت صحبت بلقیس و سلیمان آئی

روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجھکو | شکل تائید مقدر نظر آئی مجھکو
شمع دولت جو منور نظر آئی مجھکو | جان تک جامے سے باہر نظر آئی مجھکو
روشنی دور سے جتنی کہ قریب آئی تھی | جان ہوتی تھی ہوا بوی حبیب آئی تھی

دیکھتا کیا ہون کہ اک تخت ہوا سے اترا | بحر غم تھا جو چڑھا فضل خدا سے اترا
جھمکی تقدیر قمر اوج سما سے اترا | ناز سے غمزے سے عشوے سے ادا سے اترا
ہو کے مضطر جو مین آمادہ تکریم اٹھا | درد دل مجھسے بھی پہلے پئی تعظیم اٹھا

مہر اقبال نمودار ہوا وقت سحر
جھلملانے لگے تنویر سے جسکی اختر

مطلع نور ازل صبح جبین سر تا سر
واہ رے لمعۂ رخسار کہ ٹھہرے نہ نظر

جلوہ افروز جو وہ چہرۂ پر نور ہوا
نور سے بام تجلی کدۂ طور ہوا

تھی مصوّر نے جو مجھکو وہ دکھائی تصویر
سر سے پا تک وہ بعینہ نظر آئی تصویر

بول اٹھا دل جو نہایت مجھے بھائی تصویر
اپنے ہاتھوں سے خدا نے ہے بنائی تصویر

بخت بیدار ہیں طالع کی مددگاری ہے
یا الٰہی یہ کوئی خواب کہ بیداری ہے

ملک آیا ہے کہ اتری ہے فلک سے کوئی حور
یا پری قاف سے آئی مری آنکھوں کے حضور

بیستون پر یہ ہوا جلوۂ شیرین کا ظہور
دیکھنا قیس کا لیلے کو ہوا یا منظور

زہرہ آئی کہ قمر برج قمر سے نکلا
دوسرا مہر جہانتاب کدھر سے نکلا

ورقِ مہر جہانتاب کہ یہ نور جبین
لمعۂ شمع تجلی کدۂ طور جبین

غیرت آئینہ و تختۂ بلور جبین
حسن جنت کا چمن چشمۂ کافور جبین

نور یوسف نے اسی ماہ جبین سے پایا
شہرہ پایا تو صباحت نے یہین سے پایا

ورق نور وہ رخ صفحۂ تنویر وہ رخ
اختر بخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ

حیرتی جسکے مہ و مہر وہ تصویر وہ رخ
قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ

دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہون
ماہ و خورشید بھی اس شمع کی پروانے ہون

پیش گردن پی تسلیم جھکی گردن حور
کبھی اس طرح کی شفاف نہیں شاخ بلور

دست صانع نی بنایا ہے عجب ستہ نور
محفل حسن مین ہی شمع تجلی کا ظہور

سرکشی سامنے اسکے جو کرے دور کھنچے
شمع سولی پہ ابھی صورت منصور کھنچے

عضو سے عضو یہ کہتا ہی کہ یکتا ہون مین
سینہ سی سینہ کا ہی قول کہ زیبا ہون مین

ہی ہتیلی کا اشارہ ید بیضا ہون مین
لب سے لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہون مین

رمز آنکھونکے کہو نرگس شہلا ہم کو
قول نے لعلون کا کہو سب سے دوبالا ہم کو

بدر رخسار تو وہ ابروے خمدار ہلال
چمک انجم کی کہاتا تھا رخ صاف جمال

مہر سی بڑھ کی درخشندہ وہ خورشید جمال
کہکشان کہیں اگر مانگ کو ہی ٹھیک مثال

ایسی جبین ہم فلک حسن کی زیبائی ہو
چمکے تقدیر منجم جو تماشائی ہو

جلوہ آرا جو گلستان مین قدِ موزون ہو — بید مجنون کی طرح سروِ چمن مجنون ہو

شاخ گل پر جو پڑی عکس نیا مضمون ہو — قد مین طوبیٰ جنت سی کہین افزون ہو

ہنر کی شاخ سی زینت کا عیان گل ہو جاے — مرغ سدرہ کبھی قمری کبھی بلبل ہو جاے

باغِ خوبی مین ہی کتنا قدِ رعنا موزون — جسکی تعریف مین ہی نثر سراپا موزون

مصرعِ سرو کو سمجھین شعرا کیا موزون — تو لیی عقل کی میزان مین تو ہی ناموزون

ہی جو انسان ہی اسکو یہ قدِ آزاد پسند — جانور فاختہ ہی اس سے ہے شمشاد پسند

چشم بیمار ہی لیکن یہ تعجب کی ہی جا — اسکا نظارہ ہی دردِ دلِ عاشق کی دوا

کیون نہ ہم نسخۂ مژگان کو کہین دستِ شفا — ہو اشارات مین صحت جو مریضون کو عطا

مرضِ غم نہین رہتا کسی سودائی کا — کام بیمار سے ہوتا ہے مسیحائی کا

آنکھ مین سرمہ کی تحریر جو آتی ہی نظر — مست کے ہاتھ مین گویا کہ کھنچا ہے خنجر

نگہِ ناز مگر صفت تیر دو سر — موی مژگان نہین گویا انھین تیر و کمی مین

خون ہووے لعل جو خندان لبِ خط سبز رنگ ہووے — دانت شمشیر تبسم کی لیے سنگ ہووے

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے | صاف ہین گول ہین وہ ساعدِ بازو کیسے
جام صہباے صفا کاسۂ زانو کیسے | دو ہین پیمانے مئِ حسن سی مملو کیسے

سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے | جسمین عکسِ رخِ قدرت ہے وہ آئینہ ہے
شرم سی کچھ نہین حاجت کہ چھپاے وہ کمر | جوہرِ فرد ہے کیونکر کوئی پائے وہ کمر
غیر ممکن ہی کبھی جلوہ دکھائے وہ کمر | غیب بینون کو بھی شاید نظر آئے وہ کمر

جو نہ ہو ہست پتا اسکا کہان ملتا ہے | کسکو آفاق مین عنقا کا نشان ملتا ہے

ناف کو سب گرہِ موے کمر کہتے ہین | ہم اُسے حسن کی دریا کا بھنور کہتے ہین
چشمِ عنقا بھی اُسے اہلِ نظر کہتے ہین | جھوٹ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین

یہی تشبیہ مناسب صفتِ ناف مین ہے | پرتوِ چاہِ زنخدان شکمِ صاف مین ہے

پائون وہ پائون کہ جنکی ہی جگہ دیدۂ حور | آنکھین سی یان بھی ملین پائین اگر قربِ حضور
کفِ پا مین صفتِ دیدۂ مہتاب ہے نور | چشمِ بد انجمِ افلاک کی اس سی ہی دور

وقتِ رفتار نئی چال کیا کرتے ہین | فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

الغرض خوب جب ہر طرح سے پایا اسکو
فرش کین آنکھین سر صدر بٹھایا اسکو

خلوتِ خاص مین دل دوڑکی لایا اُسکو
ہو گیا رام جو باتون مین لگایا اسکو

دونون جانب سے ہوئین طالب دیدار آنکھین
نیچی نظرین تہ سر مین ہوئی لگین چار آنکھین

دل ملا آنکھین لڑین بات کی لذت اٹھی
رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اٹھی

دیر تک حرف و حکایات کی لذت اٹھی
ہمنشینی سی ملاقات کی لذت اٹھی

شانۂ زلف بنا پنجۂ مژگان میرا
دست شوق اسکا ہوا طوق گریبان میرا

اُس گل تازہ سی مین مجھسے وہ گلرو لپٹا
عشق پیچے کی طرح پاکے جو قابو لپٹا

مین گلی سی رہے ساعدسی وہ بازو لپٹا
ہار بنکر مری گردن سی وہ گیسو لپٹا

منہ سی منہ ملنے لگا سینہ سی سینہ کیا کیا
عطر ملنے لگا کپڑون مین پسینہ کیا کیا

لب سے آہستہ یہ آواز کہ بس او کافر
شرم سی نیچی نگاہین مگر آنکھین ساحر

گرہ ابروی عیان چین جبین سی ظاہر
ہوش دل سی کہا نانے حاضر حاضر

کچھ نہ پوچھو اُسے جو جشن سرِ دست کیا
نشۂ شوق نی دونون کو سیہ مست کیا

کم نہ تھی اُسکی جوانی سے جوانی میری
اُس طرف اُسکی ادھر سحر بیانی میری

وہ جو افسانہ تو مشہور کہانی میری
جو کہا اُسنے زبان سے وہ زبانی میری

اُسکے سینے نے اُدھر اُسکو اُبھارا کیا
جال مجھے میری بیتابی نے مارا کیا

سسکی بھرنےکی صدا ہوش ربا ہونے لگی
آمد و رفت جو لذت کی سوا ہونے لگی

طبع کو خرمی دخل بجا ہونے لگی
منہ کھلا شیشے کا قلقل کی صدا ہونے لگی

لالہ نے پرتو خورشید سے اختر پائے
فیض نیسان سے صدف نے گہر تر پائے

مے وصلت کے چلے بسکہ پیاپے ساغر
گوش ساغر میں کہا شیشے نے جھک جھک کر

دین و دنیا کی نہ باقی رہی دونوں کو خبر
روح غش کر گئی سنکر اُسے اللہ رے اثر

کون سا جوش تھا جو بادہ سرجوش نہ تھا
اس طرف اسکو ادھر مجھکو ذرا ہوش نہ تھا

اُسکو اور مجھکو خبر کچھ نہ زمانے کی رہی
روز ترکیب محبت کے بڑھانے کی رہی

دل کو خواہش کہیں آنیکی نہ جانیکی رہی
کبھی بہکی نہ زبان بات ٹھکانے کی رہی

لب بلب شب کو رہے صبح تلک جام چلے
چشمۂ مہر جو چمکا سوئے حمام چلے

ایسا معشوق ہو فضل خدا سے جو نصیب
آنکھیں دن رات ہوئیں محو تماشای حبیب

مرض غم نہ رہا کوئی ملا خوب طبیب
خواب مین بھی نظر آئی نہ کبھی شکل رقیب

نئی سامان طرب شام و سحر ہونے لگے
عشرت و عیش مین دن رات بسر ہونے لگے

تھا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین
گھر مین رہتا تھا فقط دہن جاتا تھا کہین

ایک دن پا کے اُداس اسکو برای تسکین
عرض کی بیٹی نے کہ اے مہر لقا ماہ جبین

کیون پریشان رہا کرتے ہو کاہل کیطرح
زیست ہے عیش و عمل کی کاٹو گل و بلبل کیطرح

کون ہو سنتا کہ نہین کون نہین ہے زیور
آبرو پائے کبھی گوش سے سلک گوہر

چمکے جگنو کبھی سونے کا گلے مین پڑکر
بازوؤن سے کبھی جوشن کی بھی چمکین اختر

پڑی ہاتھون مین مرے ہیرے کی کڑی مال کبھی
پائے نازک سے ہو آوازہ خلخال کبھی

دوستانہ جو یہ ترکیب اُسے سمجھائی
شغل پیدا ہو کوئی اسپہ طبیعت آئی

مسی سرمہ سے ہوئی مد نظر زیبائی
کوچۂ زلف مین شانے نے رسائی پائی

شوق مضمون کا ہو تشغل طبیعت کے لیے
عورتین چند ملازم ہوئین خدمت کے لیے

روز تجویز ہوئی رقص و غنا کی محفل
نام اس بزم کا رکھا گیا عشرت منزل

آگیا گانے بجانے کی طرف ایسا دل
کہ ملازم ہوئے اس علم کے اکثر کامل

حاضر بزم ہوئے شہر کے گانے والے
اچھے اچھے ہوئے موجود بجانے والے

بین کارون کا سر دست مقدر چمکا
سر سے سارنگیون کے نور برابر چمکا

آئے جو طبلہ نواز اونکا بھی اختر چمکا
جو مجیرہ تھا وہ مثل مہ انور چمکا

سامنے آئے وہ نایک جو تھے سچ وچ والے
حاضر بزم ہوئے کتنے پکھاوج والے

ٹپے والون نے کیا بزم مین اظہار کمال
ٹھمریان گائین کسی نے تو ہوا لالا لال

وہ بھی موجود ہے خوب جو گاتے تھے خیال
آئے وہ دھرپتی بھی جو کہ نہ رکھتی تھی مثال

دل ہلا پیر فلک کا بھی وہ گانے گائے
خشک ہو ہو گئی زہرہ وہ ترانے گائے

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر
کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر

تیوریان ایسی چڑھین اور یہ رخ شمشیر
نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر

اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی
پانون کی ٹھوکرون سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک — نالیون کی در افلاک پہ پہونچی دستک

گہ کمر مین تھی لچک گا تھی اعضا مین پھڑک — گہ جوان گاہ بنے پیر کسی گہ کودک

کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے — زعفران زار ہوئی بزم طرب خندے سے

دو پہر رات گئے تک تو یہ جلسے اکثر — بعد ازان شغلۂ بادہ و دور ساغر

ہمنشین بیٹھے ہوے گرد مرصّع نور — چور سب نشہ مین جامے سی سراپا باہر

شان جام مئے گلگون مین گل خندان کی — قلقل شیشۂ صہبا بلبل خوش الحان کی

کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی گانا کبھی جنگ — مستی بیخودی کیف کا پھیلا ہوا رنگ

داستان لب کسی کہین وحشت کی ترنگ — ذکر ناموس بھی مستون کو نہ اندیشۂ ننگ

اشک آنکھون سے گرانے کبھی باران کیطرح — جھومنا نشہ مین اشجار گلستان کیطرح

ایک سی ایک بغلگیر کبھی مستی مین — آئینہ صورت تمثیر کبھی مستی مین

لب پہ بہکی ہوئی تقریر کبھی مستی مین — خامشی صورت تصویر کبھی مستی مین

بوسے لینا کبھی جھک جھک کے لب ساغر کے — ہاتھ کاندھے پہ کبھی ساقی مہ پیکر کے

رقص رندانہ کہین لغزش مستانہ کہین — گریۂ شیشہ کہین خندۂ پیمانہ کہین

دل سے شیشے کی پری کا کوئی دیوانہ کہین — شمع مینا کا کوئی شوق سے پروانہ کہین

جام کو دیکھ کے کہنا کبھی خورشید ہے کیا — روبرو ساقی ذیجاہ کے جمشید ہے کیا

کوئی طاؤس کوئی عالم مستی مین سحاب — رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتاب

کبھی کہنا کہ گزک چاہیے کچھ بعد شراب — بط می ذبح کرو آج بھنین سکے کباب

توڑ مین تیر کوئی کاٹ مین خنجر کوئی — تیغ عریان کیطرح جامے سے باہر کوئی

داستان لیلی و مجنون کی کبھی ورد زبان — کہین فرہاد کا قصہ کہین شیرین کا بیان

ذکر پر وامق و عذرا کے کوئی گرم فغان — دل مین تڑپے کوئی چاک جگر شل کتان

عاشقانہ کبھی اشعار سنانا رونا — مثنوی میر حسن کی کبھی گانا رونا

رند ایسے جو ہوئے آکے شریک صحبت — بدلی انکی بھی طبیعت نہ رہی وہ نیت

بندھ گئی اور سے سامان کہان کی غیرت — دل نے چاہا کہ کوئی اور بھی نکلے صورت

وہ بھی پینے لگے جلسونمین پیالے کیا کیا — رنگ مین رنگ ملا رنگ نکالے کیا کیا

ہمنشینون سی یہ کہنا کہ کہو رنگ جہان
کون اس باغ مین گل کسکا ہی قد سرو روان

شہر مین کتنی حسین عشق کا جرچا ہی کہان
کون کس پر ہی فدا کون ہی کس پر قربان

ہمنشینو نکا یہ کہنا کہ کہے کیا کوئی
آپ ہی آپ ہین بس ایسا نہین کوئی

سنکے کہنا کہ نہین جھوٹ بناتے ہو ہمین
فقرے دیتے ہو یہ فقرے جو سناتے ہو ہمین

باندھنی ہی جو ہوا تمکو اڑاتے ہو ہمین
ذرے ہین مہر جہانتاب بناتے ہو ہمین

ہم سے سیمین بدن و ماہ جبین ہونگی بہت
کارخانہ ہی خدائی کا حسین ہونگی بہت

ہمنشینو نکا یہ کہنا انھین قدمون کی قسم
جھوٹ کہتی ہون اگر آنکھون سے معذور ہون ہم

ہین تو دو چار حسین اور بھی پر آپ سے کم
سامنے آئین تو گردن ہو ابھی شرم سے خم

روبرو چاند کی تارونمین صباحت توبہ
مہر کے سامنے ذرونکی حقیقت توبہ

انکا کہنا کہ اگر راست تمھارا ہے کلام
سبب اسکا تو بتاؤ نہ ہے تعجب کا مقام

حسن مین تم کے ہین شہرے صفت ماہ تمام
جانتا بھی نہین اپنا تو کوئی شہر مین نام

ایسے ہوتے ہم اگر نامہ و پیغام آتے
سیکڑون دیکھنے کو عاشق بدنام آتے

ہمنشینوں کی یہ تقریر کہ ہو عفو قصور
کس نے دیکھا ہے کبھی گھر سے نکلتے ہیں حضور

گھر میں روزن ہے تو باہر ہو عیاں شمع کا نور
آج تک پردہ نشین آپ ہیں چشم بد دور

ہوں مسیحا سے جو آگاہ تو بیمار آئیں
آکے بازار میں یوسف کو خریدار آئیں

چاند نکلے تو اسے دیکھ کے گردش ہو کتان
روئے خورشید ہو بے پردہ تو ذرے ہوں عیان

شمع روشن ہو تو پروانے ہوں آ کے قربان
بلبلیں خندۂ گل دیکھیں تو ہوں گرم فغان

عشق [illegible]ی کو ہو سیر گلستان کیونکر
ابر پیدا نہیں طاؤس ہو رقصان کیونکر

لطف کیا [illegible] جبتک نہ ہو خواہان عالم
چاہیے جنبش مژگان سے صفیں ان برہم

ڈھونڈتے جائے کمر کوئی سوئے ملک عدم
گر پڑے چاہ ذقن میں کوئی ہو کر بے دم

آئینہ ابرو سے تھے خنجر خونخوار گلے
شہرت ہوتا ہی جب گنتی ہیں دو چار گلے

سنے یہ باتیں طبیعت میں جما رنگ اثر
بولے معلوم ہوا اب کہ یہ سچی ہے خبر

دیکھو اب ہم بھی کھاتے ہیں کچھ اپنے جوہر
تو بھی سب سے سوا ہم یہ مریں اہل نظر

صبح کوچے میں ہماری رہیں سیاری عاشق
چھوڑ کر انکو پھریں گرد ہمارے عاشق

جم گیا زنگ ہوے شاد مصاحب کیا کیا
ہوے نیرنگ مین استاد مصاحب کیا کیا

کسی عاشق کا خط شوق سر شام آیا

صدمے جس وقت بہت دل پہ ہمارے گذرے
چار دن اور بھی جیب کی کناری گذرے

میل خاطر کو ہوا جوشش سودے کی طرف

بے تکلف تھی جو احباب کبھی اون سے کہا
کہ وہ محبوب جو سو جان سے تھا ہم پہ فدا

وصل کیسا نہیں نظارہ میسر ہوتا

صبر کو بھی اگر دل نہیں کرتا ہے قبول
یہ اگر چاہے اس بت سے صفائی ہو حصول

دل لہو ہوتا ہے ہر بات مین ان سے بڑھتا

نسخے کرنے لگے ایجاد مصاحب کیا کیا
کید کرنے لگے کیا د مصاحب کیا کیا

صبح پیدا جو ہوئی اوسکا پیغام آیا

آشنائی سے ہم اندوہ کے مارے گذرے
گنبد چرخ سے نالون کے شرارے گذرے

جی مین آیا کہ چلے جائیے صحرا کی طرف

حادثہ ہم پہ یہ ہی گردش قسمت سے پڑا
ہم تو مرتے ہیں مگر کچھ نہیں اوس کو پروا

کاٹتے ہم تو گلا اپس جو خنجر ہوتا

آپ ہی مین جو نہ ہو آسکو نصیحت ہے فضول
نہیں ممکن نہیں ممکن کہ ہو اب بات کو طول

کھیل مستی کا بگاڑیں یہی مین پڑتا

یہ حکایت جو سنی سچ مین آ کی احباب
بدلے اشکون کی ہر ایک چشم سے برسا خوناب

آہ مین پھر بھی کیا سب نے کہا او خانہ خراب
جیسے پروانہ ہے تو وقف ہے وہ حسن شباب

صبح کس سحر کی وہ کاکل خمدار نہین
شمع کس بزم مین وہ چاند سا رخسار نہین

یہ غلط کیا نہین مسموع کہ جی ہی تو جہان
آپ ہی جب ہوے عیش کا سامان کہان

تمکو یہ رنج یہ اندوہ ہے یہ کاہش جان
اسکو کچھ دھیان نہین جشن ہے ہر دم وہان

ترک الفت جو حمیت ہو تو کچھ بات نہین
ایسے ہرجائی سے کچھ لطف ملاقات نہین

مین دلستی یہ کہا تم جو یہ کرتے ہو بیان
دیدہ ہے یا یہ شنیدہ ہے یقین ہے کہ گمان

اپنے نزدیک تو ایسا نہین وہ راحت جان
نہین آتا ہے کسی طرح یقین لیکن ہان

شمع محفل مین نظر آئے ابھی تو جانین
ہمکو آنکھون سے دکھا دو جو کبھی تو جانین

ایسی کچھ بات ہو جس بات سے ہو رفع حجاب
چہرۂ شاہد مقصود سے اٹھ جائے نقاب

دیکھ لین آنکھ سے ہم بھی تو یہ ہے عین صواب
متردد ہوے سن بات کو سن کر احباب

ایک سے ایک یہ بولا کہ کہان لکھا ہے
ایک صاحب نے کہا اسمین کہ ہان لکھا ہے

میں تو خاموش ہوا ہو گئی صحبت وہ تمام
دی صدا آئیے چلیے کہ ہے نجلت کا مقام
خوب روشن میں نزدیک کے اور دور کے ہیں

ایک دن آئے مرے گھر شہ ملک شام
دیکھیے سیر کہ ہیں جمع بہت گل اندام
نور کی بزم ہے سب بزم نشین نور کے ہیں

میں چلا ساتھ مرے سارے ہوا خواہ چلے
کے سب کرتے ہوئے سیر شب ماہ چلے
دھیان سب کو رہے جب تک کوئی راہ نہ ہو

میں تو ساتھ انکے چلا وہ مرے ہمراہ چلے
تذکرے یہ مرے انکو کسی طرح گاہ چلے
یہ رہیں حلقے میں انکے کوئی آگاہ نہ ہو

الغرض پہونچے جو وان نور کا سامان دیکھا
گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
فرش تا دور زر و اطلس کمخواب کا تھا

جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا
آنکھ حوروں پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا
ہر جگہ نور عیاں چادر مہتاب کا تھا

چاندنی پھیلی ہوئی بیٹھے ہوئے ماہ جبین
مشک و عنبر سے مہکتی ہوئی محفل کی زمین
شاہزادے کئی مسند کے کنارے دیکھے

جھاڑ فانوس یہاں تک کہ شمار انکا نہیں
ایک شہزادہ آفاق وہاں صدر نشین
پاس مہتاب کے دو تین ستارے دیکھے

چلمنین نور کی چھوٹی تھین درو نہین تا آب — انمین تھی ایسے حسین جن پہ تصدق تھا شباب

صاف چلمن سی عیان نور ملبوس کی آب — بزم مہکی ہوئی خوشبو سی کہ چھڑکی تھی گلاب

نکہت زلف سا مشک فشان ہوتی تھی — مشک کی بو کوئی پردہ نشین پنہان ہوتی تھی

چلمنون تک تو کسیکی تھی رسائی معلوم — رفتہ رفتہ یہ بندھا رنگ کہ چمکے معصوم

سامنے ہونے لگی رقص و غنا کی جب دھوم — چار جانب سے ہوا اہل تماشا کا ہجوم

الغرض ہم بھی بڑی دیر مین اس جلسے پہونچے — مجمع عام مین چلمن کی قرین جا پہونچے

سب کی نظرون سی نہان باغ مین جسطرح سی بو — فاش پردہ نہ کہین ہو یہ بچایا پہلو

آنکھ چلمن کی طرف سے نہ ہٹی پر سر مو — خوب دیکھا تو ہوئی نخل تمنا کی نمو

دور سی اُس رخ روشن کی جھلک سی دیکھی — ہنسنے مین گوہر دندان کی چمک سی دیکھی

ایک نقال نے اُسوقت جو کی نقل عجیب — قہقہہ مار کے چلمن مین ہنسا تب وہ حبیب

پہونچی اُس شوخ کی آواز جو کانونکی قریب — ہوگیا دل کو یقین ہے یہ وہی انی النصیب

کان ہنسنے مین جو آواز کو پہچان گئے — وہی خورشید ہی اس ابر مین ہم جان گئے

بولی احباب کہ اب تو نہیں جھوٹ خبر
لو چلو اب کہ ٹھہرنا نہیں اس جا بہتر
شوق کچھ سیر و تماشا کا نہیں اب چلیے

جو کہا ہم نے وہ آیا تمہیں آنکھوں سے نظر
حال کھل جائیگا پہچان گیا کوئی اگر
کام سے کام ہے مطلب سے ہی مطلب چلیے

کیا کہیں حال کہ کس طرح وہاں سے آئے
بیخبر جوش غم و درد نہاں سے آئے
آتے ہی بستر اندوہ پہ بیہوش ہوئے

شکل آدم پہ بصد افسوں جہاں سے آئے
کچھ نہ معلوم ہوا پھر کے کہاں سے آئے
ہوش جاتے رہے تصویر سے خاموش ہوئے

پچھلی شب کو جو ہوا ہوش کیا دل میں خیال
آگے آنکھوں کے اندھیرا تھا کہ غصہ تھا کمال
دھیان تھا جسم میں اب جان ہی کیا کھو جائے

صبح کو گرم ہے اب معرکۂ جنگ و جدال
بیوفائی کا کبھی غم کبھی فرقت کا ملال
صبح کی ہوتی ہی جو کچھ کہ ہے ہونا ہو جائے

غم سے دل بیٹھ گیا تن پہ کھڑے ہو گئے مو
تھا یہ نزدیک کٹے تیغ گریباں سے گلو
طرفہ نیرنگ تلون ہمیں دکھلاتا تھا

ہر بن مو سے ہوئی نشتر ایذا کی نمو
یہ چڑھا غصہ کہ آنکھوں میں اتر آیا لہو
ایک رنگ آتا تھا رخسار پہ اک جاتا تھا

صبح کو وقت ہوا چہرۂ خورشید جو لال ۔۔ مستقل اور بھی سینے مین ہوا داغ ملال

غیرتِ عشق کا ہر بار یہ تھا دل سے سوال ۔۔ قابل ربط نہین دیکھے جو کچھ آنکھ سے حال

کنج خلوت مین بلانے کو بلایا اس کو ۔۔ پاس آنے نہ دیا دور بٹھایا اس کو

دل مین اپنے وہ رکا جاتا رہے ہوش حواس ۔۔ قطع امید محبت نے دکھایا رخ یاس

ہم نے اس دم یہ کہا تمکو عبث ہے وسواس ۔۔ وجہ ہے اسکی طبیعت جو ہماری ہے اداس

ابر غم خاطر ناشاد پہ جو چھایا ہے ۔۔ ایک احوال گذشتہ ہمین یاد آیا ہے

ہوکے مشتاق لگا کہنے وہ غارتگر جان ۔۔ کون سا درد وہ قصہ ہے کہو کچھ تو بیان

راز دل دوستون سے کرتے نہین کیا دوست عیان ۔۔ دل تمھارا جو ہے بیتاب ہمین تاب کہان

مدتون عشق کیا قصۂ غم بھی تو سنین ۔۔ کبھی کہیے وہ خدا کے لیے ہم بھی تو سنین

تنگ ہوکر یہ کہا ہم نے کہ کیا خاک کہین ۔۔ کچھ جو رونے سی تھمین دیدۂ نمناک کہین

تم یہ خواہان ہو کہ حال دل صد چاک کہین ۔۔ ہم یہ کہتے ہین کہ کیا گردش افلاک کہین

یہی مرضی ہے تو لو سوز جگر کہتے ہین ۔۔ گو کہ کہنے کا نہین حال مگر کہتے ہین

پیشتر ہم سے ملاقات تھی اک مہ رو سے | ایک ساعت بھی سرکتا تھا نہ وہ پہلو سے
اسنے تسخیر کیا تھا ہمین جادو سے | گرد رخسار پھرا کرتے تھے ہم گیسو سے

صفت قبلہ نما آنکھ تھی ابرو کی طرف | دل کھنچا جاتا تھا ہر مرتبہ گیسو کی طرف

فخر تھا خوب یہ محبوب وفا کیش ملا | کیا خوش اسلوب یہ محبوب وفا کیش ملا
دل کو مرغوب یہ محبوب وفا کیش ملا | خوب محبوب یہ محبوب وفا کیش ملا

وضع سادہ ہی تکلف سے سروکار نہین | کٹکھنون سے یہ زمانے کی خبردار نہین

اپنے سائے سے بھی پرہیز کہان غیر کا دخل | شرمگین چہرہ عرق ریز کہان غیر کا دخل
گھر مین آنی نہ ہوا تیز کہان غیر کا دخل | ہم تھے اور زلف دلآویز کہان غیر کا دخل

وائے غیرت کہ گلشن کاشانہ تھا | گل و بلبل کے سوا سبزہ بیگانہ نہ تھا

ہم جو سمجھے تھے حقیقت مین غلط تھا وہ گمان | ایک محفل مین جو آ کر وہ گئے ہم مہمان
کئی شہزادی تھے وان زیب دہ صدر مکان | چلمنین کچھ کہ کئین اسمین حسینان جہان

جا لگی جب غور سے چلمن کے برابر دیکھا | اسی بے پردہ کو اس پردے کے اندر دیکھا

یار کو صحبت اغیار مین پایا ہم نے — مثل یوسف اسے بازار مین پایا ہم نے
لالہ سان داغ چمن زار مین پایا ہم نے — فرق مطلق نہ گل و خار مین پایا ہم نے

مکر روباہ سراسر نظر آیا ہمکو — خواب خرگوش سے قسمت نے جگایا ہمکو

ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو برائی اسکی — کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اسکی
پھر نہ پہلو مین بٹھایا نہ اٹھائی اسکی — ملگئی خاک مین سب جلوہ نمائی اسکی

کبھی اس کعبہ ابرو مین مناجات نہ کی — عید کی روز بھی پھر اس سے ملاقات نہ کی

یہ حکایت جو کہی ہم نے تو وہ غیرت ماہ — ایک ہشیار تھا سمجھا کہ یہ کچھ اور ہے راہ
رک رہا پہلے تو پھر ہنسکے کہا ادسنی کہ واہ — کیا تمھین آپ کی یا تو نہین ہین ماشاء اللہ

بدگمانی ہوئی کچھ قدر نہ جانی میری — خوب سمجھا مین کہی تم نے کہانی میری

تمنے اسوقت سنایا جو فسانہ سچ ہے — میہمان آپ کے اس بزم مین جانا سچ ہے
پیچھے چلین کر وہان ہمکو بھی پایا سچ ہے — جھوٹ پر جھوٹ ہے سچ مین نہ بھی پایا سچ ہے

چشمہ صافی مین لوث خس و خاشاک نہین — [illegible]

لو سنو وصف نہیں اب کوئی پردی کا مقام
جھوٹی باتوں کا بنانا کسی جھوٹی کا ہی کام

وہ مرا گھر ہی جہاں آپ گئی تھے سر شام
میرے بھائی تھی وہ شہزادے ہی راست کلام

دخل بیگانی کا اس گھر مین کسی طور نہ تھا
سب یگانی ہی یگانے تھی کوئی اور نہ تھا

یک بیک آپکی قسمت جو ہوئی تھی یاور
دفعتہً تخت وہ اترا تھا لب بام آکر

اس سبب سے تمھیں معلوم نہ تھا میرا گھر
بھائیون سے مرے واقف تھی نہ بہنوں سے خبر

میری بہنون سی منور وہ پریخانہ تھا
بھائیون سی مرے آباد وہ کاشانہ تھا

سالہا سال نہ پائی جو عزیزون کی خبر
خون نے جوش یہ مارا کہ ہوا دل مضطر

چاہتی آپ سے دو روز کی رخصت تھی مگر
تم یہ کہتے کہ نہیں ہجر گوارا دم بھر

پاؤن گھر سی کسی جانب نہ بڑھانے دیتی
چاہتی لاکھ کسی طرح نہ جانے دیتے

تا بمقدور بہت دل کو سنبھالا ہم نے
اقربا ہمکو بلایا کیے ٹالا ہم نے

گھر سی پا ازن قدم اب جو نکالا ہم نے
ہین خجل سر کو گریبان مین ڈالا ہم نے

آپ سچ کہتی ہین اتنی تو گنہگار ہین ہم
دیجے تعزیر ہمین اسکی سزاوار ہین ہم

اسکے کہنے سی ہو سخت تحیر کا مقام
خوب تحقیق کیا اُسکو تو تھا راست کلام

اقربا تھے وہی اُس شوخ کے سب نام بنام
وہی بھائی وہی بہنین وہی کنبہ تھا تمام

حال عالی نسبی کا جو نمودار ہوا
سخت شرمندہ تھتک سی دل زار ہوا

ڈالکر ہاتھ گلے مین یہ کہا جرم معاف
بدگمانی فقط اپنی تھی بچشم انصاف

کوئی بہکائی نہین چلنی کی اب ادخلاف
پھر وہی ہم ہین وہی تم ہو وہی نیت صاف

بس امیر آگے نہ بڑھ ختم سخن کر خاموش
ہو گئی صلح لڑا خوب مقدر خاموش

# صفیر آشنا

١٢٨٤ھ

الحذر جوشِ جنون سلسلہ جنبان پھر ہے
الامان خاطرِ ناشاد پریشان پھر ہے

دامنِ شادیِ وحشت مرا دامان پھر ہے
جادۂ دشت مرا چاک گریبان پھر ہے

موجِ اشکون کی نظر آتی ہی زنجیر مجھے
پیچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے

تنگ ہن شہر سی الفت ہے بیابان سی مجھے
خفقان ہوتا ہی گلگشت گلستان سی مجھے

اپنے کپڑے نہین کم خانۂ زندان سی مجھے
طوق وحشت نے پہنایا ہی گریبان سی مجھے

حلقے آنکھونکی نہین ضعف کی تصویرین ہین
جسمِ لاغر مین رگین جتنی ہین زنجیرین ہین

شدتِ گریہ ہے اشکون کی فراوانی ہے
کشتیِ چرخ تلک کشتیِ طوفانی ہے

شوقِ دل مستعدِ سلسلہ جنبانی ہے
آہ پر دود کہ زنجیر پریشانی ہے

تیغ افغان جو کھینچے شرر سے بجلی کٹ جائے
شور نالون کا سنے رعد کلیجا پھٹ جائے

دل کی وحشت ہی یہانتک کہ ہی صحرا معمور
روح مجنون کی گریزان ہی مرے سائے سی دور

شور زنجیر سی ہے چار طرف شور نشور
نالہ کش دل نہین پھونکا ہی سر افیل نی صور

لب پر آہ آئی اگر خلق پر آفت آئی
مردے قبرون مین یہ چلائے قیامت آئی

اسکے چہرے سی نمایان ہین یہ وحشت کی اثر
ڈر کی اڑ جاتی ہین جب تار رکھی مین جاتا ہون جدھر

نہین خائف مری صورت سی فقط جن و بشر
راہ سی خار تلک اوڑ گئے ناگن بن کر

دیکھے وحشت تو رمیدہ ابھی آہو ہو جائے
پڑھکی نام اپنا جدھر پھونکون مین گردون ہو جائے

دل مین وہ درد کی شدت کہ الٰہی توبہ
جان وہ مورد آفت کہ الٰہی توبہ

رخ پہ زردی کی وہ صورت کہ الٰہی توبہ
دم کا رکنا وہ قیامت کہ الٰہی توبہ

دل لگانا بھی انسان مین برا ہوتا ہے
تو آنکھون مین نہین دیکھیے کیا ہوتا ہے

دل کا ہی ذکر کہ رسوائی سی مین ڈرتا تھا
جسمین بدنامی ہو وہ بات نہ مین کرتا تھا

آہ بھی کام نہ تھا ضبط کا دم بھرتا تھا
پھونک کر وادی وحشت مین قدم دھرتا تھا

آشنا یون تو نہ تھی خار مغیلان سی کبھی
ہاتھ کو ربط نہ تھا چاک گریبان سی کبھی

کب دہنی ہی تیری سی عیان تھی آگے | طپش قلب سے کب خستگی جان تھی آگے
بیکسی ان سی دن مونس جان تھی آگے | اب جو حالت ہے مری دلکی کہان تھی آگے
نالہ گرم نہ تھا لب پہ دم سرد نہ تھا | غم نہ تھا رنج نہ تھا کوفت نہ تھی درد نہ تھا

رنج کی نام سی واقف تھا نہین خستہ جگر | کس فراغت سی مری ہوتی تھی اوقات بسر
چھیڑ اتنی کہ رہتے تھے ہنستے دن بھر | اب یہ حال کہ اپنی بھی نہین مجھکو خبر
ایک الفت نی مجھی داغ دکھائے لاکھون | ایک چاہت نے کنوین مجھکو جھنکائے لاکھون

چاک آتا وہ یا بوہی امان اب ہے | طوق آہن سی گران طوق گریبان اب ہے
بحر مواج مرا دیدۂ گریان اب ہے | آگے قطرہ تھا دل عشق مین طوفان اب ہے
حوصلہ آنکھونکو ہی ابر کے شرمانے کا | ولولہ نالون کو ہی برق کی تڑپانے کا

ہائے کیا دل نادان نی بھیجا مجھکو | مین نی کیا اسکا لیا تھا کہ ستایا مجھکو
نہ مٹانا تھا عبث اس نے مٹایا مجھکو | ابھی آنا نہ ہنسنا تھا کہ رلایا مجھکو
نوجوانی مین دل زار نے برباد کیا | شاد رہنے کے یہ دن تھے مجھے ناشاد کیا

اسکے کہنے مین نہ آنا تھا مین چوکا چوکا
ٹال جانا تھا اڑانا تھا مین چوکا چوکا

غول کو راہ بتانا تھا مین چوکا چوکا
دل کسی سی نہ لگانا تھا مین چوکا چوکا

اور کیا کام ہوا آپ کو ناکام کیا
پھر وہ ان رہتا ہی تصور کہ یہ کیا کام کیا

آہ کیا جانیے کیا یہ دل شیدا سمجھا
تھی کجی اس کی کہ اس راہ کو سیدھا سمجھا

آنکھین پھوٹی تھین کہ اس چاہ کو اچھا سمجھا
مین تو سمجھاتا تھا لیکن نہ یہ اندھا سمجھا

گر پڑا چاہ زنخدان مین ڈبویا مجھکو
دو جہان سی ہی کم ظرف نے کھویا مجھکو

قیدی گیسوی خمدار نہ ہونا تھا مجھے
نرگسی چشم کا بیمار نہ ہونا تھا مجھے

عندلیب گل رخسار نہ ہونا تھا مجھے
قمری سرو قد یار نہ ہونا تھا مجھے

مثل گلبن ہین عیان ہر رگ و پی سی کانٹے
اپنے حقین کوئی بوتا نہین ایسے کانٹے

اب تو آفت مین پھنسا خیر جو ہونا تھا ہوا
کوچۂ عشق کجا منزل آرام کجا

ہی جنون جوش پہ وحشت کی ترقی ہی سوا
خیر ہو خیر ہو دیکھون کہ ہی تقدیر مین کیا

عکس رم کرتا ہی گھبرا کے اب آئینہ سے
کوئی کھینچے لیے جاتا ہی یہ دل سینہ سے

ایسی حالت میں میں حیران ہوں کریں کسکا گلا — گلۂ بخت کروں یا میں فلک کا شکوہ

یہ تو سب ایک طرف ایک جو محبوب ملا — نہ مدارات نہ الفت نہ محبت نہ وفا

غم نہ ہوتا جو کبھی وصل کا ساماں ہوتا — سننا اپنا وہ چھپاتا نہ میں عریاں ہوتا

کیا کروں راہ یہ کس راہ سے لاؤں اسکو — کس روش کو محبت کا جھنکاؤں اسکو

کہیں ملتا نہیں جو درد سناؤں اسکو — زخم دل چیر کے سینے کو دکھاؤں اسکو

دل شکستہ ہی طلب وصل کی لاحاصل ہے — شیشہ ٹوٹا ہی تو تسخیر پری مشکل ہے

کون ہمدرد ہی ایسا کہ وہاں تک جائے — جسطرح ہو اسے سمجھا کے یہاں تک لائے

نامہ لکھوں تو نظر اور ہی عالم آئے — جسکو جانے کو کہوں راہ مجھے بتلائے

مرغ ہو یا حرکت کوئی مری پر کی طرح — چھپ کے رہ جاتا ہوں قاصد بھی کبوتر کی طرح

ایک کیسے ہی دھیان میں گئی ہی مگر — بیٹھے چھپ کے کسی روز سر راہ گذر

دور کر تھا میٹے اس کو جو آجائے نظر — جتنے شکوے ہیں وہ سب کیجئے بے خوف و خطر

رحم پر آئی خفا ہو وہ جھجکی یا رک جائے — دور ہو روز کا قصہ کہیں جھگڑا چکجائے

تھا اسی فکر میں میں غرق کہ پہونچی یہ خبر
جوش غیرت سے رہا پھر تو نہ قابو میں جگر

بھیڑ اغیار کی ہے بیٹھے ہیں وہ کرسی پر
لیجا اون دل بیتاب مجھے دوڑا کر

کان میں دور سے جس دم مری نالی آئی
ہنس کے بولے کہ بڑے چاہنے والے آئے

چڑھ گیا بام پہ میں بھی نہ رہا پاس ادب
نہ رہی تاب ہوا سخت مجھے رنج و تعب

پھیر کر منہ کو وہ بولا کہ کیا کس نے طلب
جی کڑا کر کے کہا میں نے کہ تاچند غضب

لطف نازک کو مری چین جبیں خنجر ہے
سخن سخت ہمرے دل کے لیے پتھر ہے

ہو گیا نرم تو ڈرے دیکھکے میرے تیور
اختلاطاً یہ لگا کہنے کہ آ نکلے کدھر

برسوں اب شکل تمہاری نہیں آتی ہے نظر
کوچہ گردی نہیں جاتی ہے طبیعت سے مگر

اب تو ہیں ننگ تمہارے سحر و شام نئے
واہ وا وضع نئی شغل نئے کام نئے

چلتے میں نے یہ کہا واہ رے الٹے الزام
منہ گریبان میں ڈالو تو ذرا اے گلفام

یہی الزام کی صورت ہے تو بندے کا سلام
کس سے بدنام ہے دنیا میں محبت کا نام

آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھے
راستی تم میں نہیں لگتے ہیں الزام مجھے

خام سمجھا تھا تمھیں تم ہو بڑے ہی پکے — مجھسے کہتی ہو کہاں آج کدھر آ نکلے
انھیں باتوں سے تو مین ہار گیا تم جیتے — انھیں چالوں سے تو صاحب مری چھوٹی چھکے

بس بہت بڑھ چلو سوچو تو اپنے جی مین — رات بھر میری گذر جاتی ہے بےچینی مین

کھیلتا ہون سحر و شام مین مچھلی کا شکار — سیری صیادی کی ہے ہر دم آبی مین بکار
آبی پوشاک پہنتا ہون مین پیش اغیار — مین ہی لڑواتا ہون مینڈھے لب دریا ہر بار

سیر دریا کو شب ماہ مین مین جاتا ہون — پیرنے کو صفت موج مین لہراتا ہون

بس تو اے مایۂ آرام دل و جان جہان — نازو انداز مین تھی تجھکو تمیز ایسی کہان
ہمنے معشوق کیا لاکھ ہوی حسن عیان — اب جو محبوب ہوا اور ہی آنکھ اور زبان

صحبتین ترک ہوئین لطف ملاقات نہین — بات مین بات جو پیدا ہوی وہ بات نہین

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا — غمزہ خونریز نہ تھا ہوش ربا ناز نہ تھا
قاتل انداز نگاہ غلط انداز نہ تھا — برق جانسوز ترا شعلۂ آواز نہ تھا

ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی — بھیڑ کس دن سے دیوار رہا کرتی تھی

آگے کب حسن خداداد کا تھا شہرہ تمام — کسی ناکام کو کب ورد زبان تھا ترا نام

کب کے آتی تھی کب اغیار کے پیغام و سلام — کب ہی جاتے تھے عشاق سی وصلت کے مقام

گٹھیاں کا ہیکو یون گھر مین بھی رہتی تھین — ڈولیان کب ہی کو چین مین بھری رہتی تھین

بھیجتا تھا کوئی موتی کا نہ تمسکو بالا — تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بندہ بالا

بول پازیب کی جھنکار سی کب تھا بالا — چڑھتے تھے نام سی زیور کے حضور والا

غنچہ پرواز نہ رہتی تھی کبھی گھات مین جوبن — بوتلین عطر کی آتی تھین نہ شیشوں مین بو

صحبتین ہم سی تھین رات کوئی اور نہ تھا — ایک تھی ہم سی ملاقات کوئی اور نہ تھا

قابل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا — تھے ہمین قبلۂ حاجات کوئی اور نہ تھا

سنگ اسود تھا نہ تل اعدا مین کبھی — کالا کالا تھی نہ تری سایۂ گیسو مین کبھی

گال پر [illegible] — خرمن دل مین ابھی نہ آگ لگائی تھی

دل بیمار کی کب تمکو دوا آتی تھی — عشق کا نام جو سنتے تھے حیا آتی تھی

جیتے جی ہاتھ نہ آتی تھی بہت دور تھے تم — اب بری ہو گئی ایجان کبھی جو تھی تم

ـت نہا دھو کی نکھرنا نہ نھین آتا تھا
مگر رُے رہتے تھے سنورنا نہ نھین آتا تھا

ـسکی ہر بات پہ پھرنا نہ نھین آتا تھا
وعدہ کرکے مکرنا نہ نھین آتا تھا

یون چھپاتے تھے نہ عشاق کو دامن کیطرح
چاک سینون مین نہ تھی چاک گریبان کیطرح

ـہل نظارہ بھی جمع سر راہ نہ تھے
ساکن دیر و حرم بندۂ درگاہ نہ تھے

ـلے کانونمین چھپری بانوئن مین ای آہ نہ تھے
کان آوازۂ خلخال سے آگاہ نہ تھے

کبھی سنتی تھی نہ باہر سے تری ہم آواز
چھاگلون کی کبھی آتی تھی نہ چھم چھم آواز

[illegible] پیشانی پہ نشان آگے
انگلی کب رہتی تھی یون زیر زنخدان آگے

ـسرب [illegible] فتنۂ دوران آگے
مجلسین ننگ سی تھین نہ حیران آگے

کسرتی اس طرح نہ بھولونمین بسی آتے تھے
سینۂ محرم کے نہ یون حسب کسی جاتی تھی

ـلی کی چین کہان جلتے تھے
دل عشاق نہ تلوونکے تلے ملتے تھے

نور کے سانچے مین فقرے نہ کبھی ڈھلتے تھے
کب تف شعلۂ آواز سے دل جلتے تھے

کٹ بان یون ہم گفتار چلا کرتی تھی
چال پر روز نہ تلوار چلا کرتی تھی

تمھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتے تھے
یہ گراں تمکو گذرتا تھا کہ گھبراتے تھے

سر جو گوندھواتی تھی تم سیکڑون بل کھاتی تھی
آئینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے

شانہ بیگانۂ گیسو تھا اسی سر کی قسم
نورتن ایسی نہ تھے خالق اکبر کی قسم

چھوٹون مسی نہ لگاتی تھے کبھی شرم بڑی
ہاتھ مین نار سی رہتی تھی نہ پھولون کی چھڑی

عاشقون سی نہ کپڑے بانئون کی کرتی تھی کڑی
آٹھ آٹھ آنسو رولاتی تھی نہ موتی کی لڑی

نام الفت نہ کسیکے دل خرسند مین تھا
کب نصیری کوئی یون عشق علی بند مین تھا

آنکھین صاحب کی تلی رہتی تھین شہ پر کس دن
باڑھ تھی سرمے کی یون تیغ نظر پر کس دن

زلف چھوٹی ہوئی رہتی تھی کمر پر کس دن
یون بلا آتی تھی دیوانون کے سر پر کس دن

اونچی چوٹی نہ پھنساتی تھی کسی مفتون کو
نیچی نظرین نہ جھکاتی تھین کنیزین گردون کو

تھام لیتا تھا کوئی ہاتھ سر راہ اگر
نعلین تم جھانکنے لگتے تھے ادھر اور ادھر

کوئی کستا تھا جو آوازہ سر راہ گذر
جھینپ جاتے تھے تم ایسے کہ جھکا لیتے تھے سر

پاس آتا تھا جو کوئی تو سرک جاتے تھے
اپنے سائے سے بھی تم آپ جھجک جاتی تھی

دل لگی کا نہ سلیقہ مرجان تھا تم کو
کثرت بزم طرب سے خفقان تھا تم کو

آئینہ دیکھنے کا شوق کہاں تھا تم کو
عکس پر دیکھنے کا گمان تھا تم کو

شرم کی سب سے تم اے ماہ لقا لیتے تھے
آرسی دیکھ کے چہرے کو چھپا لیتے تھے

دوستی صاف تھی پنہاں تھی نہ دشمن ایسے
بیش از پیش صاف دلون سے تھے نہ بطن ایسے

پردۂ خضر میں تھی کاہے کو رہزن ایسے
تم تھے عیار نہ مکار نہ یہ فن ایسے

صبح پر نور جبین تھی سبب غم کس دن
عید کی بھیس میں آتا تھا محرم کس دن

جو سناتا تھا کڑی آپ سب سنتے تھے
سو سمجھتا تھا نہ جواب ایک کا چپ رہتے تھے

وقت تقریر نہ دریا کی طرح بہتے تھے
ہوش میں آؤ یہ عشاق سے کب کہتے تھے

آگے باتوں میں کرامات نہ تم کرتے تھے
یا علی کہہ کے کبھی بات نہ تم کرتے تھے

شکل معراض نہ طرز زبان تھی آگے
یہ بہار گل رخسار کہاں تھی آگے

جنس حسن کی ایسی گران تھی آگے
اتنی اونچی تو تمہاری دکان تھی آگے

زلف شب رنگ پہ تھا کاہے کو مرتا کوئی
مول لیتا تھا نہ بے پیچ کی سودا کوئی

ترک غمزہ تھا نہ مریخ سے آمادۂ جنگ
بیشتر اس سے تھی کاہیکو جوانی کی امنگ
شب مہتاب مین بچھتا نہ تھا اٹھی یہ پلنگ
پھول بستر پہ چنے جاتے تھے کب رنگارنگ

سجدہ کرتی تھی نہ انجم تری دامن پہ کبھی
ہالہ مہتاب تھا چہرۂ روشن پہ کبھی

تیر مژگان کسی سینے پہ چلتے تھے کہان
دل ترے شعلۂ رخسار سے جلتے تھے کہان
مار گیسو سے یہ زہر اگلتے تھے کہان
کوندی اس طرح ترے سائے مین پلتی تھی کہان

چوٹی اس طرح سے کب بیٹھ پہ لہراتی تھی
کسکو اڑ ناگنی کیطرح یہ ڈس جاتی تھی

ایسی چھیڑ ایسی رکاوٹ کہو آگے کب تھی
یہ سجاوٹ یہ بناوٹ کہو آگے کب تھی
سب سے باتون مین لگاوٹ کہو آگے کب تھی
ایسی سُر کی گھلاوٹ کہو آگے کب تھی

اتنی بل کرتی تھی تم تیوری چڑھا کر سدن
چلتی تھی پائنچے تو نہین اٹھا کر سدن

عنبر کا منہ تھا؟ تری گالون پہ وڑا آتا تھا
شاخ نی بر کی طرح سرو مین کتوا آتا تھا
اپنی چھاتی پہ تری آگے اکڑ لاتا تھا
اس کنائے سے یہ چلتا کہ بچلوا آتا تھا

محرم راز جو ہین آج وہ نامحرم تھے
چمن حسن خداداد کے گلچین ہم تھے

یا یہ تھا رنگ کہ جاتا تھا اگر سوی چمن
آنکھ نرگس سی چراتا تھا تو ای غنچہ دہن

چھوتی تھی نکہت گلشن بھی جو تیرا دامن
صاف آجاتی تھی پیشانی پہ روشن شکن

دم گلگشت جو لگتی تھی ہوا گلشن کی
بیکلی ہوتی تھی کلیونکو تری دامن کی

یا یہ عالم ہے کہ بے پردہ ہوے ماہ تمام
جمع ہیں لوگ چکوروں کی طرح گرد مدام

طرفہ تر یہ ہے کہ آنکھوں میں نہیں شرم کا نام
انقلاب فلک سفلہ ہے عبرت کا مقام

دیکھنے کو ہیں ترستے جو تجھے تکتے تھے
گھورتی ہیں وہ جو آنکھیں نہ ملا سکتے تھے

جانِ جاں تم پہ بھروسا مجھے کیا کیا کچھ تھا
ورنہ دل کیوں تمھیں دیتا مجھے سودا کچھ تھا

اور کچھ مل گیا اللہ سے مانگا کچھ تھا
نکلے تم اور ہی کچھ ہاے میں سمجھا کچھ تھا

سادہ سمجھا تھا تمھیں ایک ہی پرفن نکلے
دوست جانا تھا تمھیں جان کی دشمن نکلے

آفریں آپکو اے یار یہی زیبا ہے
کیوں نہ ہو ترک ستمگار یہی زیبا ہے

دور ہم پاس ہوں اغیار یہی زیبا ہے
ہم سے انکار ادھر اقرار یہی زیبا ہے

بے سبب چیں بجبیں خشم سے ہیں بوجہ خوش
طرہ یہ ہے کہ جو میں کچھ کہوں کہتے ہو چہ خوش

قدرت اللہ کی ہم دور کھڑے رہتے ہین | بیٹھ سکتے نہین مجبور کھڑے رہتے ہین

غیر آگے ترے ای حور کھڑے رہتے ہین | زر لیے صاحب مقدور کھڑے رہتے ہین

وصل دولت یہ ترا ای بت خود کام رہا | ہم تو ہین عاشق مفلس ہمین کیا کام رہا

اب وہ خاطر وہ خوشامد وہ مدارات نہین | دل لگی اپنی تھی جن بات مین وہ بات نہین

خود بخود رک رہی کچھ حرف حکایات نہین | خیر اب ہمکو بھی منظور ملاقات نہین

اب جو بہتر سے بھی بہتر ہو تو بدتر سمجھین | نکلے سونے کی اگر آؤ تو پتھر سمجھین

ہم بھی راضی ہین مدارات کرو یا نہ کرو | بولو یا چپ ہو کچھ بات کرو یا نہ کرو

گاہ بیگاہ ملاقات کرو یا نہ کرو | ایک ہے حرف حکایات کرو یا نہ کرو

گلہ ہمکو بھی نہین ترک وفا کا، اچھا! | خلق اللہ کی ہے ملک خدا کا، اچھا!

نہ وہ ہے چشم تلطف نہ محبت کی نگاہ | دل کو دل سے بھی تھی راہ وہ کوئی نہین راہ

اول عشق مین ہم سے یہ سلوک آپ کا واہ | ماجرا طرفہ ہے پہلی ہی غلط بسم اللہ

آنکھون مین سیل طبیعت مین ذرا سیل نہین | ان تلون مین جو نظر کی تو کہین سیل نہین

دوست اغیار مین گل دیکھکے ہم کھائین خار
چشم اغیار کہان اور کہان یہ رخسار
دستگیر آپ ہوے غیر نے پیچھا پکڑا

تمکو نفرت ہے تو ہم کو بھی ہے تم سے نفرت
کج ادائی جو یہی ہے نہ نبھے گی الفت
ہم تو دین جان تلک آپ لڑائین ہم سے

لکھنؤ کو نہ رہا لاکھون ہین دنیا مین حسین
چلبلین سیکڑون ہین آنکھ لگالیگی کہین
نقد دل ہے تو ہین یوسف سر بازار بہت

ہے اگر آپکو اس حسن کی شہرت یہ گھمنڈ
زیب دیتا ہے مجھی ہو جو محبت یہ گھمنڈ
دل سے الفت کا اگر حرف زبان پر آئے

کھیل اللہ کی قدرت کی ہین ای لالہ عذار
خاک اندھونکو نظر آئیگی جوبن کی بہار
ہے مثل انگلی پکڑتے ہوے پہنچا پکڑا

اہل عزت کو گوارا نہین ہوتی ذلت
واہ کیا خوب ذرا دیکھو تو اپنی صورت
تالی اک ہاتھ سے بجتی ہے کہین عالم مین

عالم آباد ہزارون صنم زہرہ جبین
قحط صورت کا مرقع مین کسی شکل نہین
سر سلامت ہے تو ہین سر کی خریدار بہت

تو یہ دو دن کا ہے کیا چاہیے صورت پہ گھمنڈ
کہ حسینان جہان کو ہے اطاعت پہ گھمنڈ
حور جنت سے پری قاف سے اڑکر آئے

در صدف سی ہی تو ہی لعل گہر سے بہتر
قمر اختر سے تو خورشید قمر سے بہتر

شاخ سی گل تو ثمر ہے گل تر سے بہتر
جن سی انسان تو حورین ہین بشر سی بہتر

تل ہی مژگان سی تو ہی تل سی و بالا ابرو
خط ہی رخسار پہ تو خط پہ ہی طرۂ گیسو

حسن صورت پہ نہ مغرور ہوا اتنا کوئی
جز خداوند دو عالم نہین یکتا کوئی

نہ سمجھنا کہ نہین خلق مین ہم سا کوئی
اچھی خالق کی خدائی مین نہین کیا کوئی

اس مرقع کو عجب بخشتی ہی تو نے لے سنے
ایک سی ایک پری کھنچی ہی تصویر اسنے

کب تلک جور و جفا خوف خدا بھی کچھ ہی
تابکی ترچھی ادا خوف خدا بھی کچھ ہی

بے سبب ہے جو خفا خوف خدا بھی کچھ ہے
بت بے مہر و وفا خوف خدا بھی کچھ ہی

سب جہان تیری طرف کیا نہین اپنا کوئی
ہم غریبون کا بھی ہی پوچھنے والا کوئی

سنگدل تجھکو مری ساتھ یہ کاوش کب تک
میری سوزش کی لئی غیر سی سازش کب تک

فکر وصلت مین مری دلکو یہ کاہش کب تک
جستجو مین تری کرتا رہون گردش کب تک

خاک در مین تری اکسیر کی تاثیر نہین
اور اگر ہو بھی تو مین طالب اکسیر نہین

ہم بھی اب کہتے ہین تمنے جو کیا ایسا گرم — تو اجی چلکے سناتے ہین تمھین فقرا گرم

ایسا معشوق نکالا ہی ایک گرما گرم — سر ہوگی جو وہ پہلو مین کریگا جا گرم

قتل خورشید جو وہ شکل دکھائیگا تمھین — اختر صبح کی مانند چھپائیگا تمھین

رشک انسان پری غیرت حور غلمان — جان خوبان جہان مردم چشم انسان

باوفا ہوش ربا حشر خرام آفت جان — گلبدن غیرت نسرین سمن غنچہ دہان

لب جان بخش پہ سب اہل جہان مرتے ہین — عیسی بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے ہین

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے — قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے

پائے گیسو کو بلا ہے سر یاران کہیے — لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کہیے

کس طرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو — کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اسکا جو کبھی جانب دریا ہو جاے — جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جاے

کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جاے — کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جاے

ہم نے دیکھے کہ گردون کو بھی واہ ہی مین — بت بھی بتخانے مین بول اٹھی کہ اللہ غنی

دل مین اُس وقت مضامین کے دریا کا ہی جوش — جوش مضمون کا نہین بلکہ یہ دریا کا ہی جوش

سامعین جمع ہین اور تماشا کا ہی جوش — قتل ہوتی ہی ہوس خونِ تمنا کا ہی جوش

حسن بے پردہ ہے باقی نہین وسواس تلک — دائر روشنی ہمہ تن چشم ہی قرطاس تلک

کلکِ نقاش بہار اقلیمِ رنگین ہے — ایسی شیرینی مضمون ہی کہ خط شیرین ہے

بکرِ معنے ہے دولھن آج نیا آئین ہے — صاف بندش نہین آئینہ کی تزئین ہے

طورِ دل پر شجرِ طور کی تصویر کھینچے — شمع بن جائے قلم نور کی تصویر کھینچے

شعر کہتے ہین وہ مانگ ہی سلکِ گوہر — یا کھنچا ہی محکِ حسن پہ کوئی خطِ زر

یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہرِ کوثر — کہکشان یا شبِ دیجور مین آئی ہے نظر

شانہ کہتا ہی زبان سی یہ نیا پہلو ہے — اُسکے سر کی قسم صبحِ شبِ گیسو ہے

ہین عیان حسن کی شمشیر کے جوہر شفاف — کشمکش شین شبِ لف کا انداز ہی صاف

دفترِ حسن کی کاتب کی لکھون کیا اوصاف — زورِ قدرت سے دیا ہے قلمِ مو مین شگاف

واہ کیا صفحہ سیاہی سے یہ تصویر لکھا — فاصلہ بیچ مین رکھکر خطِ تقدیر لکھا

آفتِ جان جو وہ گیسوی رسا ہین دونون
دل پھنسانی کے لیے دام بلا ہین دونون

دیکھ لو سلسلہ جور و جفا ہین دونون
ایک صیاد ہین ہر چند دو تا ہین دونون

دامِ الفت کے ہین آثار انھین دونون مین
دونون عالم ہین گرفتار انھین دونون مین

اسکی بالون مین ہین اس طرح پرو کے گوہر
نکل آتے ہین شبِ تار مین جیسے اختر

رہ گئی یا شب گیسو متبسم ہو کر
سنبل گلشن خوبی پہ ہے یا شبنم تر

چوٹی مین نقرۂ موباف عجب بنیا ہے
دامنِ شب سی گریبان سحر نکلا ہے

لو ذرا چہرۂ روشن پہ کرو پہلے نظر
بدلے خورشید کے مہتاب سے پیدا ہے سحر

کیا صفائی ہے کہ پانی ہی خجالت سی گہر
سحر حسن عیان ہے اتر آیا ہے قمر

لوحِ سیمین تو اسے کیا ید بیضا کہیے
غش نہ آجائے اگر برق تجلی کہیے

مطلع مہر تجلی ہے جبینِ پر نور
کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکے حضور

زرد ہی مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور
دیکھے گر شمع رخ حمد و پری ہو کافور

گل خورشید گلستانِ ضیا ہے وہ جبین
آبشار عرقِ شرم و حیا ہے وہ جبین

ذرّے افشان کی درخشان نہین مثل ہبا ہے — شعلۂ آتش عارض سے اوڑے ہین شرر
الف آسا جو کھنچا ہے یہ خطِ قشقۂ زر — خطِ ردّ ہے یہ پئے دفترِ خورشید و قمر

ذرّے افشان کی جبین پر جو دمکتے دیکھے — اختر طالع خورشید چمکتے دیکھے

ساغرِ بادۂ گلرنگ ہے آنکھون بیمار — مستی حسن سے سرمست ہوئے ہین ہشیار
ڈوری آنکھون مین نہین جمع ہوئے ہین میخوار — صاف ہے جو رگِ نرگین یہ گلستان کی بہار

مست سمجھین جو وہ آنکھین نظر آئین کالی — گھر کی آئی ہین گلستان مین گھٹائین کالی

انکھین آنکھون کی تو ہے نرگس شہلا بیمار — انھین آنکھون پہ تو بادہ ہے سو جان سے نثار
جام کو کھلکے ہوئے مست ہزارون ہشیار — جامے مے زہر ہلاہل سے ہین وہ دون سرشار

زیست ہاتھ وہ دھوئے جو یہ ساغر پائے — ساغر عمر ہو لبریز ابھی بھر آئے

خضر دیکھے تو کہے ہین قدحِ آبِ حیات — بہر عاشق ہین مگر ساغر سم جام ممات
کیسے کالی جو گھٹا صاف ہے یہ نقص صفات — چہرہ خورشید سے اظہر ہے مِن الشّمس یہ بات

دیدۂ شوخ سے مست نہ متوالے ہین — کھل گیا دھوپ کی گرمی مین کالے ہین کون

قوتِ طبع ہماری بھی ہے کیا زور آور
گردشِ چشمِ سیاہ و مژۂ جانان پر
کسی صیاد نے برچھیون مین ہرن گھیری ہین
طرفہ آفت ہی بلا ہے نگہ افسون ساز
وقتِ نظارہ بھی باقی ہی حیا کا انداز
واہ کیا سُرمے کے دنبالے سی بھی کام لیا
اسکی رعنائی کی کیونکر ہوئی بیان مجھسی صفات
سیلِ آنکھونکی پی مردہ دلان آبِ حیات
ساتھ امید و رجا کے خطرِ فوت بھی ہے
وصف و کیجیے چشم و مژہ و ابرو کا
سوئے مژگان ہین آنکھو نپہ ہین پیوستِ نما
جنبشِ ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کری

چشمِ وحشی کی صفت مین نہین کیا دم بھر
بھبتی اک اور سناتا ہے یہ نیزون اوپر
جو کڑی بھرنے پر آمادہ ہین رخ پھیری ہین
غیر اعجاز نہین ہی کوئی اس کا ہمراز
آنکھ اٹھا کر کبھی دیکھا تو کیے سیکڑون ناز
چشمِ بیمار جو اٹھی تو عصا تھام لیا
ہی نہ لخت اسکا ہر اک قول و بہلو سر بات
ہی مگر زہرِ ہلاہل کی طرح خوفِ ممات
خانہ زادانِ نگہ سی ملک الموت بھی ہے
جو شے صاف کہے صلِّ علیٰ صلِّ علیٰ
زیرِ محراب بٹھائے ہین بامیّہ شیف
نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کری

تیری موئی ٹرہ مین ہی بھلا کس کو کلام | پردۂ دیدۂ بادام مشبک ہے تمام

کبھی فصاد اگر خواب مین لے اسکا نام | ہر رگ جوہر نشتر سی لہو آئے مدام

عاشق سون قدر گاہ کوئی ہوتا ہے | سفتہ آتی ہین ورا شاک اگر روتا ہے

واہ کیا ابروی خمدار ہے سبحان اللہ | قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ

ماہ نو چرخ پہ اظہار ہے سبحان اللہ | یہ کمان طرفہ دہوان دہار ہے سبحان اللہ

اگر مرقع مین بھی اس تیغ کی تصویر کھنچے | شر بڑھی مانی و بہزاد مین شمشیر کھنچے

ایسا مضمون بندھی ابروی بینی کا کہ واہ | نوبتین بجنے لگین سب کہین سبحان اللہ

چاندنی رات ہے افشان سی وہ گیسوی سیاہ | دیکھتی ہون جسی تارے وہ کرے خوب نگاہ

واہ کیا شکلین ہین قابل ہین تصویرونکے | دیکھو نکلی ہی زرہ سائے مین شمشیرونکی

وصف گوش ہین آنکھوں سی تمام اہل زبان | گل سی تشبیہ جو دین گل ہین نزاکت کہان

دیکھ پائی جو صدف مثل گہر ہو غلطان | تاکہ عاشق شیدا ایسنین کیا امکان

پردۂ شرم یہ آنکھون سی اٹھا دیتی ہین | سنکی اس کان سی اس کان اڑا دیتی ہین

عارض صاف نہین شمس و قمر ہین دونون — صاف آئینے سی بھی بیش نظر ہین دونون

رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون — دو ہین شمعین کہ ادھر اور ادھر ہین دونون

عکس اگر آئینے مین نور فشان ہو جائے — دیکھنے والون کو چمک کا گمان ہو جائے

ہے بجا دانتون کو گر انجم رخشان کہیے — کیا صفائی ہے انھین گوہر غلطان کہیے

کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کہیے — رنگ پیدا ہے غضب لعل بدخشان کہیے

رنگ یاقوت کا ہے لعل شکر بار مین بھی — جوہری کی ہے دکان حسن کے بازار مین بھی

دہن تنگ مین تنگی سے نہین جاے سخن — شرم ہے چور مگر اسنے چرایا ہے دہن

پیر چھپائے سے کہین چھپتی ہین ایسی بھی چلن — حسن دعوے جو کرے صاف ہو مضمون روشن

بات پوشیدہ نہین ہے سندین ظاہر ہین — ہونٹھ دونون تو گواہی کی لیے حاضر ہین

ملک غیب سے مین یہ اگر جائے خیال — متعجب ہو کہ ہے ماہ بآغوش ہلال

لب میگون مے گلرنگ کی مانند ہین لال — مست دیکھین خم غبغب کو تو ہون گرم مقال

کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے — قرب میخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے

سینہ دیکھیں کہ کریں اسکے گریبان پہ نظر
اور ابھار اسپہ ہے پستان کا غضب مایۂ شر

حسن کا ہے یہ اشارہ طرف شمس و قمر
ہیں بھی حاضر ہوں ہمیں نور کا دعوی ہے اگر

دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
یہی گو ہے یہی میدان یہی چوگان آؤ

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
کہتے ہیں شمس و قمر قمقمۂ نور ہیں یہ

ثمر بیش رس نخل سر طور ہیں یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہیں یہ

آشنا آنکھ سے جس وقت وہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

شکم صاف تو ہے حسن کا دریا پایاب
کوٹھی گھاٹ اسپہ ہے پستان جسے کہتے ہیں حباب

جال ہے جالی کی انگیا کہ کرے دل بیتاب
کسی وحشی کو رہے دھیان جو اسکا دم خواب

نور کے بحر رواں نور کے جنگلے دیکھے
نور کی کوٹھیوں میں نور کے بنگلے دیکھے

وہ تنی ساعدِ سیمیں کی جو آجائے نظر
شمع مہتاب بھی ہو چرخ پہ کوئلا جل کر

گول گول ایسے ہیں مونڈھے کہ کریں دل میں اثر
گول گھر میں ہو فلک قید پڑے آنکھ اگر

عرش پر جا کے اگر دھوم مچائیں مونڈھے
اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرائیں مونڈھے

واہ کیا پنجۂ پر نور ہے سبحان اللہ
پنجتا ہی سے تو تشبیہ نہین ہے دلخواہ
دیکھ لو پنجۂ خورشید ہے یہ پیش نگاہ
انگلیان خط شعاعی سے بھی باریک مین آہ
دور از بس ہے ہی جو پنج آیت اقدس کہیے
انگلی اٹھے تو ہلالی کا مخمس کہیے

حلقۂ ناف نہین ہی گرہ موے کمر
دل عاشق کی ڈبو نیکے لیے ہے یہ بھنور
ذرہ کیا حلقہ بگوش اسکے ہین خورشید و قمر
دل کی تشبیہ نئی اور ہے منظور نظر
صاف آئینہ ہی اسکا شکم صاف نہین
عکس ہی چاہ زنخدان کا پڑا ناف نہین

طرفہ معدوم کمر جسکی عدم مین بھی ہی دھوم
موشگافون کو یہ عقدہ نہ کبھی ہو مفہوم
کیون نہ معدوم کے عاشق ہون جہان سے معدوم
ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم
کیون نہ معدوم ہون اس نام جیسے مرتے ہین
وہ کبوتر بھی ہین عنقا جو کمر کرتے ہین

جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب
موج ہی ابرو رخسار تو پستان ہی حباب
حلقۂ ناف کو کس طرح نہ کہیے گرداب
ناخدا دیکھے اگر منہ مین بھر آئے ابھی آب
منہ کو اسکے صدف گوہر دندان کہیے
دست گلرنگ کو بھی پنجۂ مرجان کہیے

ران کی وصف مین ہر چند ہے شفاف بیان — یہ صفائی ہی بہانا تاکہ پھسلتی ہے زبان
ساق یا شمع ہی ایسی کہ نہین جسمین دھوان — شمع مہتاب مین اس طرح کی تنویر کہان

مثل پروانہ ہی وہ کون جو مشتاق نہین — شمع فانوس مین ہی انکے مین ساق نہان

پای نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال — سجدہ کرتی ہین جسی دیکھکے زہرہ تمثال
کف پا صورت مہتاب ہین تابان ہین ہلال — نقش پا طرفہ دکھاتے ہین سراپا کمال

خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہین — دیدہ حور کبھی چشم پری بنتے ہین

راست ہے مثل الف بسکہ وہ قد بالا — دال ہین جیسی الف زلفین ہے یون سلکی جا
دل تبا دال تو ہی دال کہ ہو جان فدا — شک نہین ثابت ستی تل کی تصویر کیا

دل سودا ہی تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے — جان کی خیر نہین دل مین کالا کچھ ہے

شاعرانہ یہ سراپا جو کیا ورد زبان — پیر مخاطب سے کہا سنکے کہ او دشمن جان
ابھی کیا تو نے سراپا وہ کرون گرم بیان — شمع کی طرح سے سنکر جسے تو ہو سوزان

سنکے ہر عضو کی تعریف تجھے حیرت ہو — بوٹیان انکی سی کاٹی جو ذرا غیرت ہو

دیکھے دل اسکے اگر گیسوی شبرنگ کا جال | پڑی جنجال مین دم بھر کا بھی جینا ہو وبال
رنگ اوڑ جای کری گر رخ رنگین پہ بال | منہ کی رونق نہ رہی کھلکے زیبائش خال

دل ہو زلف عرق آلود سی ایسا پانی | ناتیا تو بھری ظلمات مین کالا پانی

دیکھے گیسو تو پریشان ہو گیسو کی طرح | آگے ابرو کے جھکے شرم سی ابرو کی طرح
شوخی چشم بھگا دے تجھے آہو کی طرح | گرمی ناز اڑادے تجھے جگنو کی طرح

رخ سی پردہ جو اٹھائے تو یہ شرمائے تو | منہ چھپا کر کسی جنگل کو نکل جائے تو

مہندی ہاتھون مین ملی اپنی جو وہ خوش تمثال | شرم سی زرد کبھی ہو تو کبھی خشم سے لال
اسکو آجائے جو آرایش کا اپنا خیال | کنگھی چوٹی کا تو کیا ذکر ہی ہو زیست وبال

نہ رہے دل کسی طرح کا قابو تیرا | ارہ بن جائے تجھے شانہ گیسو تیرا

سر بھری باتون پہ تو منہ نہ لگاؤن تجھکو | آئینہ اوسکے کف پا کا دکھاؤن تجھکو
گرمیان دم سی کرون خوب جلاؤن تجھکو | اگلی باتین جو ہین سب یاد دلاؤن تجھکو

سوی تو مین کہون چل، ورنہ تو منہ ڈھانپ نکل | پیٹ شرما کے اگر اب آگیا سانپ نکل

راہ میں سامنے آجاے جو وہ غیرت ماہ
زلف دیکھے تو جہان ہو تری آنکھوں میں سیاہ
آنکھیں پتھرائیں تری خاک نہ سوجھے تجھکو
برق آئینۂ رخسار پہ ٹھہرے نہ نگاہ

آہوی چشم جو وہ شوخ دکھادے تجھکو
خواب خرگوش تکبر سے جگادے تجھکو

منہ پہ جب باز سی رکھے لی تری آگی دامن
ہونٹھ چاٹی نظر آجاے جو شیرین دہن
جوش وحشت ہو تجھے چاک کرے پیراہن
دیکھے گردن تو ندامت سے جھکا لے گردن

حلقۂ ناف ذقن سی جو نگاہیں لڑجائیں
غیر حالت ہو تری آنکھوں میں حلقے پڑجائیں

نرگس مست سے دیکھے جو تجھے ایک نظر
شرم کی جز زکرے جائے سی تجھکو باہر
عقل زائل ہو پیے بیخبری کا ساغر
جاتی ہیں نیچی نگاہیں کہیں ادہر ادہر

بالون تک ہی موئے بدن ہو کے پریشان کھڑے
آنکھ پہ آنکھ جو ڈالے تو کرے کان کھڑے

دیکھے آنکھوں کو تو دل تھام کے تو کھینچے آہ
پردہ ہو فاش ترا دیکھ کے دزدیدہ نگاہ
صبح ہو جائے غضب تجھ پہ پڑے روز سیاہ
بھاگے تو چور کے مانند ملے تجھکو نہ راہ

دل کو مستعد صفت طائر پر بند کرے
کوٹھری میں تجھے کاجل کی نظر بند کرے

نیچی آنکھوں کا جو دیکھو تو بہت شرماؤ
میٹھی باتوں سی کھٹائی میں پڑو و پچتاؤ

بالی بیتے جو نظر آئیں تو تم بیتّاؤ
مصدری کھلائی تو تلووں سی لگے جل جاؤ

اشک بھی آنکھوں میں بھر لاؤ تو وہ ریزہ کبھی
آنسوؤں کو کبھی خلخال کی گھونگرو نہ کرے

چشم جادو جو نظر آئے تو تو شرما جائے
چار آنکھیں وہ کرے تجھسے تو تو گھبرا جائے

لی چہرہ شفاف یہ تیرے چھا جائے
رنگ میلا ہو ابھی چاند گھن میں آ جائے

ہے اعجاز کا دعویٰ وہ صنم ہونٹوں کو
لب جاں بخش سی آئی ترا دم ہونٹوں پر

تیغ غمزہ ہو وہ سفاک کہ تو ہووے دم
تیر مژگان جو لگائی تو تری پشت ہو خم

سامنے تیری اس انداز سی رکھے وہ قدم
ٹھوکریں کھا کے کہے ہائے ستم ہائے ستم

منہ کی کھل جائے تجمل حسن کے میدان میں گیند
چاہ عنبب سی بچے چاہ زنخدان میں گر

رخ روشن سی نقاب اسکی اگر وا ہو جائے
جل تجھی حق میں تری طور کا شعلہ ہو جائے

آستینوں کو چڑھ دیکھے تجھے سودا ہو جائے
قاش اس ساعد پہ نوری پیدا ہو جائے

دامن شرم ملک کرے ساتھ ترا
کوچہ چاک گریباں میں چھپے ہاتھ ترا

حیرت آئینۂ عارض سی ہو سکتا ہو جائے
سایۂ زلف سیہ سے تجھے سودا ہو جائے

دیکھے شیرین جو وہ لب ل ترا کھٹا ہو جائے
غیر ہو حال ترا کیا سی ابھی کیا ہو جائے

آنکھیں اُن تلوؤں سی تو ہو گی قدمبوس ملے
دہ تو ٹھنڈی ملی اور تو کف افسوس ملے

ہو خزان حسن جو دیکھے گل عارض کی بہار
جنبش موی مژہ دیکھ لے تو کھائے خار

پارہ پارہ ہو جگر آنکھ جو اس سی ہو دو چار
بیٹھ جائے ترا دل دیکھ کے سینے کا ابھار

اوسکے آگے نہ کوئی تجھکو قرینہ آئے
سینہ دیکھے تو خجالت سی پسینہ آئے

آ گئی بزم طرب میں کہیں وہ مینوش
ساغر نہیں پی کے رہے تو خاموش

چشم میگون نظر آجائے تو اڑ جائیں ہوش
ہو بنا گوش کا سودا جان سی تو حلقہ بگوش

سامنے اسکے نہ باقی رہیں اوسان ترے
آنکھوں سی آنکھیں کہیں کان تو سنیے میں کان ترے

اپنے برآئے کسی روز جو وہ دامن پاک
صورت موج کری اپنا گریبان تو چاک

رو برو آئی نہیں کر جو وہ آبی پوشاک
پانی پانی ہو رہی آبروئے حسن نہ خاک

ہاتھ تیرا نہ گریبان قبا تک پہنچے
ایک ہی غوطے میں تو تحت ثری تک پہنچے

چھیڑنی کو جو ہنسے وہ گل خندان تجھسی
روئے تو کچھ نہ بن آئے کسی عنوان تجھسی

ہو مقابل جو وہ سلطان حسینان تجھسی
ہار ہو جا تری جیت لی میدان تجھسی

نہ رہی تاب. ہوا ناز کا گھوڑا ہو جاے
اسکا مو بانہ تری واسطے کوڑا ہو جاے

خدمت آئینہ داری جو کرے تو منظور
آنے دی وہ نہ قرین سر سکندر ہو غرور

خاصدان اسکا اُٹھائے یہ ترا کیا مقدور
ساتھ ڈولی کی جو دوڑی تو کہے دور ہو دور

حق تو یہ ہی تجھی ہر طرح سی باطل سمجھے
پانیچہ نکھی لی بھانی کی نہ قابل تجھے

زیب و زینت کا کسی دن جو وہ سامان کرے
صورت آئینہ کیسا کے تجھے حیران کرے

موج کی طرح تری دل کو پریشان کرے
پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف دھیان کرے

پھر تو کچھ تجھ سی نہ او کا فری پیر بنے
اوٹ میں آئینے کی طوطی تصویر بنے

اسقدر حسن خداداد کی ہو اُسکے دھوم
جو تری چاہنے والے ہیں کرین گرد ہجوم

تو سہی تجھکو بھی ہو اپنی حقیقت معلوم
مل کی ہر دم کف افسوس کہے یا مقسوم

شکل یوسف جو کبھی لاؤن میں بازار میں
تو بھی بڑھیا کی طرح آئی خریدار بنین

در سی نکلے تو تجھے صورت دیوار کرے
آپ نقطہ ہو تجھے صورت پرکار کرے

عشقبازونکی نگاہون مین تجھے خوار کرے
اک زمانہ تری معشوقی سے انکار کرے

گل جو کھاتی ہین گریزان صفت بو ہو جائین
تو مسلمان ہو تو عاشق تری ہندو ہو جائین

ایسی شوخی یہ عجب چال ہے مجھسے اسکا
مین فدا اسپہ ہون وہ ہر طرح مجھپہ فدا

مہر سینے مین نگاہون مین حیا دل مین وفا
دل کی صورت نہین ہوتا مری پہلو سی جدا

مجھسی برگشتہ تری طرح وہ محبوب نہین
اسکو مطلوب نہین جو مجھی مطلوب نہین

جب مین جاتا ہون مجھی پاس بٹھا لیتا ہے
ایسی کرتا ہے لگاوٹ کہ لگا لیتا ہے

دن مین سو بار جو روٹھون تو منا لیتا ہے
ناز جو اسپہ مین کرتا ہون اٹھا لیتا ہے

بات نکلے جو مری منہ سی وہی بات کہے
دن کہون دن وہ کہے رات کہون رات کہے

کام ہے میری اطاعت سی اسے آٹھ پہر
رات بھر میری خوشامد ہے تو منت دن بھر

خاطرین میری ہین کیا کیا اسی منظور نظر
ہاتھ گردن مین حمائل کبھی زانو پہ ہے سر

نگہ مہر جو کرتا ہون تو جی جاتا ہے
غصہ کھا کر جو گھڑکتا ہون تو پی جاتا ہے

الغرض مین نی سنائی جو انھیں یہ تقریر — مارے غصے کی ہوا پھول سا چہرہ تغییر

غیرت حسن نی دکھلائی یہ اپنی تاثیر — پہلے تو ہوگئے خاموش بہ رنگ تصویر

پھر جو بولے تو کہا ہوش مین آ ہوش مین آ — او گرفتار قضا ہوش مین ہوش مین آ

خیر ہی خیر ہے بیباک ہوا کیا تجھکو — پیک آیا ہی کہ سوتے کا ہی دورا تجھکو

بات کرنے کا بھی آیا نہ سلیقا تجھکو — منہ اسی سے نہ کبھی مین نے لگایا تجھکو

واہ جی زور یہ شوخی ہی نئی گرمی ہے — منہ بناؤ کہ زبان چپ ہی چل نکلی ہے

اتنا کھل کھیلنا انسان کو نہین ہی بہتر — اسقدر جامے سی ہو جاؤ نہ اپنے باہر

بدزبانی یہ زبان چلتی ہی کیسی فرفر — بیٹھے بیٹھے نہ کہا جائے ہماری منہ پر

ایسی بیدی کی صفائی تو نہ دیکھی نہ سنی — یہ دلیری یہ ڈھٹائی تو نہ دیکھی نہ سنی

ابھی کل تک تو زبان منہ مین نہین تھی گویا — بات کرتے ہوے منہ خشک ہوا جاتا تھا

سطوت حسن سی پڑتا تھا بدن مین رعشا — آنکھ اٹھ سکتی نہ تھی سر تو اٹھانا کیسا

روح تھراتی تھی برہم ہمین گر دیکھتے تھی — کانپ جاتی تھے جو ہم پھر کے نظر دیکھتے تھی

واہ کیا بات بنائی ہے اجی کیا کہنا
نئی تمہید اٹھائی ہے اجی کیا کہنا

خوب ہی بیر کی ڑائی ہے اجی کیا کہنا
کیسی دیدے کی صفائی ہے اجی کیا کہنا

کیون نہو واہ نئی طرح کی چالاکی ہے
اسکو چالاکی نہین کہتے ہین بیباکی ہے

چشم بد دور تیا یار ملا ہے ان کو
ہم سے بہتر کوئی دلدار ملا ہے ان کو

کوئی یوسف سر بازار ملا ہے ان کو
جان بیچین گے خریدار ملا ہے ان کو

اسی معشوق سے دل اپنا لگائینگے یہ آپ
پوچھنا کیا ہے مری خوب اڑائینگے یہ آپ

اب اسی آئینہ رخ کے یہ حیران ہونگے
اب اسی زلف پریشان کی پریشان ہونگے

اب اسی کی لب جان بخش پہ بیجان ہونگے
اب اسی کی نگہ ناز پہ قربان ہونگے

کیون پسند آئینگے اب ہم سے ہمارے ان کو
سچ ہے کیون بھائینگے انداز ہمارے انکو

چلو جی خوب ہوا ہم نے بھی فرصت پائی
مٹ گیا مفت کا جنجال فراغت پائی

جان جھگڑے سے چھٹی روز کی راحت پائی
سیم تن تمکو ملا ہم نے بھی دولت پائی

تم اترایا کرو گلچھرے وہان ہی کھلے
اپنی بھی چین سے گذریگی یہان بے کھٹکے

غمزہ خونریز ہے عشوہ ہے ہمارا جلاد ۔۔۔ رات دن رہتی تھی ان دونوں کو مشق بیداد

جھگڑی ہر روز رہا کرتی تھی ہر روز فساد ۔۔۔ خوف رہتا تھا کہ پڑ جائے نہ بدّھب افتاد

**تیغ ابروی غضب کام نہ اپنا کر جائے ۔۔۔ نگہ قہر سے بے جرم نہ کوئی مر جائے**

پھر لگے کہنے کہ او تیز زبان و طرار ۔۔۔ او دغا دشمن و آوارہ مزاج او عیار

او پراگندہ دل او دل شکن او دل آزار ۔۔۔ بی ادب ہرزہ درا یاوہ سرا بد اطوار

**اب کبھی نام ہمارا جو زبان پر آیا ۔۔۔ جان لی قہر خدا تجھپہ مقرر آیا**

کہکے یہ کہنے لگے جی مین ذرا تو شرما ۔۔۔ ابھی کل تک تو یہ کہتا تھا کہ تم ہو یکتا

آج کہتا ہے کہ وہ یار کیلئے پیدا ۔۔۔ جو کہین صورت و سیرت مین ہی ہستی اچھا

**خیر صاحب ہی گلفام مبارک ہو تمھین ۔۔۔ ہم ہوی خار گل اندام مبارک ہو تمھین**

پر وہ محبوب کہان اسکو یہان بلواؤ ۔۔۔ کیسی صورت ہی کس انداز کا ہے دکھلاؤ

یہ تو کیا دخل کہ تم یان سے قدم سرکاؤ ۔۔۔ آدمی اس کی بلانے کو مگر بھیجو اور

**اک اشارا ابھی تمھارا وہ اگر پائیگا ۔۔۔ تابع حکم ہے فی الفور چلا آئیگا**

زلف رخسار زرا ہم بھی تو دیکھیں اسکے | لب اعجاز نما ہم بھی تو دیکھیں اسکے
ناز و انداز و ادا ہم بھی تو دیکھیں اسکے | غمزۂ ہوش ربا ہم بھی تو دیکھیں اسکے
ہم بھی دیکھیں کہ وہ آشوب جہان کیسا ہے | سامنے لاؤ تو جی ہے وہ کہان کیسا ہے

صید کی تاک مین مدت سی ہی شہباز نظر | خون بسمل کا ہے مشتاق ادا کا خنجر
فکر تخچیر مین جلاد غضب سے مضطر | جستجو ہی رگ جان مین ہے مژہ کا نشتر
سامنے لاؤ جو اس کو تو نیا رنگ کرین | خنجر ناز و ادا سے ابھی جو جنگ کرین

ترک غمزہ ہے سنبھالو ہوے شمشیر دو دم | صف مژگان کا یہ غیرت سے ہوا ہی عالم
ہاتھ ہے عارض پہ پھری کھاتی ہین قرآن کی قسم | آگے آئیگا فرشتہ بھی تو چھوڑین گے نہ ہم
قول ہے چشم سخن گو کا کہ ہم اول ہین | کاکلون کو ہے یہ دعوی کہ یہان ہم بل ہین

شوخی چشم فسون ساز کا ہر دم ہے کلام | فتنۂ حشر کو سائے مین مرے ہے آرام
جلتی ہے تیغ قضا لیکے مرا نام مدام | چاہ تھی کا جو دعوی ہے تو آئے خود کام
دکھائینگی یہ غضب قہر الہی ہین کہ | پھونکدونگی مین سراپا اسے بجلی بنکر

زلف کہتی ہے کہ آئے تو مقابل میرے
مارے کوڑونکے اُدھیڑونگی مین ہڈی اسکی
غیر ممکن ہے مرے جال سے بچ کر نکلے
بل کرے لاکھہ نہ چھوٹے وہ مرے پھندے کی

دور سے سایہ نظر آئے تو تسکین کرلون
سامنے آئے تو اژدر ناگنی بنکر ڈسون

نیمچے کہتے ہین ابرو کے یہی کھینچ کھینچ کر
لاؤ میدان مین تو دکھائین ہم اپنے جوہر
لاکھہ ہو تیز نگہ لاکھہ ہو وہ شوخ نظر
تہ کرین اسکو کہان تیغ قضا کی ہے سپر

سامنے ہو تو حقیقت ابھی سارے کھلجائے
جوہر تیغ جو کھائین اُسکی بھی قلعی کھلجائے

صاعقہ بنکے کرے کام یہ دندان کی چمک
ہو چکا چوند سی جائے وہین آنکھہ جھپک
تن جھلنے دے اسی شعلۂ عارض کی لپک
طرہ ان دونون پہ ہو چہرۂ روشن کی جھلک

ٹھوکرین کھائے گرے دیدۂ ابھی بہنے لگے
گر پڑے چاہ زنخدان مین پیاسا ہوکے

نگات کہتی ہے کہ ہے مجھہ مین کرامات کی بات
ہو مقابل جو مرے حسن پہ بیزار رہا
مونگ چھاتی پہ دلون اسکی جو اُٹھے بیدا بات
تفتلونکے کہین منہ لگتی ہین عالی درجات

گر وہ جی چھوڑ کے بھاگا بھی یہان سے چلکر
بیڑیان پاؤن کی سنجائیگا جوبن جھلکر

زلف کی طرح سے بل کھا کے یہ کہتی ہے کمر
اسکی آنکھیں تو کہاں اسکی جو آؤں میں نظر
ہاں مگر اسکو جو ہو سوءِ عم و قصد سفر
جادۂ راہ کی مانند بنوں میں رہبر
جو کرے بھول کے یہ جائی وہ ہیں آہوے ناز
کمر ہی ہو کے بگڑ جائے کمیت انداز

ران یہ ساق بلوریں کی ہے یہ گفتار
ہمکو دیکھے تو نہ زانو سے اٹھے سر زنہار
پاؤں بھی اس سے نہ دبواؤں کہ لاکھ اصرار
کف پا چھوڑ نہ دوں ہاتھ وہ دوڑائے ہزار
تو سہی داغ پہ وہ داغ برابر کھائے
ہر قدم پر روش ناز سے ٹھوکر کھائے

الغرض خوب ہی وہ جوش میں آکر برسا
ساتھ میرا اسے بھی منہ میں جو آیا سو کہا
لیکن اسپر بھی شرارت سے نہ میں باز آیا
گرمی طبع سے سوجھا مجھے اور اک فقرا
دفعتاً اٹھکے کہا میں نے کہ لو وہ آئے
ہوش میں آؤ ابھی فکر کرو وہ آئے

یہ بیاں سنکے وہ اس بات کو ہی جھجکا
سوئی ذرا اٹھ گئی آنکھ آپ بھی گھبرا کے اٹھا
دشمنوں کو نہ رہا ہوش سر و پا کا ذرا
کھائی ٹھوکر بھی ہے اسپے دوپٹہ بھی جدا
دوڑ کر میں نے سنبھالا تو سنبھل کر اٹھا
شعلہ گویا دل بیتاب سے جلکر اٹھا

رنگ اس گل کی نزاکت نی نیا دکھلایا — منہ دھوان ہو گیا آنکھون مین اندھیرا آیا

یون خجالت کو مٹانے لگا یون فرمایا — سچ ہی پر یونکو بھی ہو جاتا ہے اکثر سایا

دل دھڑکتا ہی نظر کچھ نہین آتا ہمکو — جی کہی مین نہین یارب یہ ہوا کیا ہمکو

کہکے مجھسی یہ کہا آپ اب آرام کرین — فائدہ کیا نہ زیادہ مجھے بدنام کرین

جائین اخلاص اسی سے سحر و شام کرین — آپ ہون مست اُسے ساقی گلفام کرین

چھیڑ کا ہوتا ہے انجام برا یاد رہے — ہم نے کیا جانی کیا پاس کیا یاد رہے

انکی باتون مین جو مین نی یہ لگاوٹ پائی — عشق پھر تازہ ہوا جوش مین الفت آئی

گر پڑا پائون پہ کی عرض ہے دانائی — مجھکو بھی سمجھا ہی تو اپنی طرح ہرجائی

سوز دل اٹھا یہ فقط تیری طلبگار ہین ہم — تو مسیحا ہی وہی اور وہی بیمار ہین ہم

حور آئے جو کبھی راہ بتائین اس کو — منہ دکھائے جو پری منہ نہ لگائین اسکو

ماہ بھی ہو تو ترا ہالہ بنائین اسکو — نکلے خورشید بھی آگے تو جلائین اسکو

لاکھ دل ہون تو فدا صورت پروانہ کرین — شمع رو تیری سوا غیر کی پروانہ کرین

سنکے تقریر مری کہنے لگا وہ طنّاز ‏ — ‏ تمکو معلوم حسینون کے ابھی کیا انداز

تم نے دیکھے نہین دنیا کے نشیب اور فراز ‏ — ‏ طاقت صبر بھی کچھ چاہیے اے بندہ نواز

بے مشقت کوئی ہو سکتا ہے ممتاز کہان ‏ — ‏ جب تلک سوز محبت مین نہو ساز کہان

الفت گل مین جو بلبل کا ہوا چاک جگر ‏ — ‏ گوش گل کے لیے تب اشک ہوے اُسکے گہر

جلکے پروانہ جو محفل مین ہوا خاکستر ‏ — ‏ نام روشن کیا تب شمع نے جہان مین یکسر

عشق مین شان زلیخا نے شہانی پائی ‏ — ‏ پیر ہو کر غم یوسف مین جوانی پائی

قیس و فرہاد کو کیا کیا نہ ہوے رنج و ملال ‏ — ‏ کی جو ہمت تو ہوئی الفت مین جلال

ہو جو غیرت تو طمانچے سے کرے منہ کو لال ‏ — ‏ اتنی سی بات مین آنے لگی غیرونکی خیال

چار دن تم سے محبت نے بھی دیکھ لیا ‏ — ‏ کیا ستمگر جو صلہ ہو جائے ابھی دیکھ لیا

سنکے صد شکر امیر اب تو گیا غم کا اثر ‏ — ‏ عاجزی سے مری ڈھیلا ہوا وہ شاک قمر

رکھ لیا پانون سے زانو پہ اٹھا کر مرا سر ‏ — ‏ صحبت عیش جو آگے تھی ہوئی بار دگر

یارب احباب کی نظرون سے گرین ‏ — ‏ دن پھرین جیسے مرے ویسے زمانے کے پھرین

## حسد اغیار

۱۲ھ

عشق عشاق کو رسوائے جہان کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے

چشمۂ چشم سے سیلاب روان کرتا ہے
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے

نوجوان خم صفت پیر کہن سال ہوئے
سیکڑون باغ جوانی بھی پامال ہوئے

اس خزان نے کیے پامال گلستان کیا کیا
ہوئے برباد گل لالہ و ریحان کیا کیا

جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
استخوان جل کے ہوئے مشعل سوزان کیا کیا

پھونک دیتا ہے دو عالم کو شرارہ اسکا
سات دوزخ ہین یہی ایک اشارہ اسکا

یہ وہ ہے آگ پڑے ہم تو پتھر جل جائے
طور کی طرح تر و خشک برابر جل جائے

دامن موج تو کیا پانی کی چادر جل جائے
پر پروانہ صفت بال سمندر جل جائے

شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
جلکے اکدم مین ہون خرمن افلاک تباہ

مفت دیوانہ ہو عقل جو رکھتا ہو تیز — تا بمقدور کرے سائے سے پریوں کے حذر

پوچھیے حق تو یہ بیچارے یہاں جلتے ہیں بس — کیا کرے جب دوا کو نہ دعا کو ہو اثر

نقش و تعویذ سے یہ جن نہ اترتے دیکھا — ہو گیا جسکو یہ آسیب اسے مرتے دیکھا

دل لگاتے ہی ہزاروں کو پڑی جانوں کی — سیکڑوں چھان چکے خاک بیابانوں کی

دھجیاں اڑ گئیں کیا کیا نہ گریبانوں کی — جس جگہ دیکھیے بگڑی ہے پریشانوں کی

کچھ عجب بزم ہے یہ لوگ جہاں جاتے ہیں — جا کے سر پھوڑتے ہیں پر نہ شفا پاتے ہیں

پھاڑ کر کپڑے ہوئے جامے سے باہر کتنے — چھان کر خاک ہوئے خاک بسر کتنے

تشنہ لب ڈوبے سے جا ڈوبیں گر کر کتنے — غرق دریا ہوئے تھک تھک کے ستا کتنے

دب رہا کوئی سیہ خانۂ زنداں کے تلے — کوئی روتا ہے کسی نخل بیاباں کے تلے

تنگ دستوں کی فقط ہاتھ نہیں ہیں تہ سنگ — صاحب دولت و اقبال بھی جیتے ہیں تہ سنگ

چار بالش کی نہ مسند ہے نہ ہے اورنگ — جان دیتے ہیں گئی ہے تیغ ادا کی خونریز

دشت پیما ہیں کسی طرح کا وسواس نہیں — پاؤں نہیں آبلے ہیں گنج گہر پاس نہیں

حال انسان کا اسی غم سی زبون ہوتا ہی ۔ یہی صدمہ سبب جوش جنون ہوتا ہی
سر اسی بار مشقت سی نگون ہوتا ہی ۔ آب زہرہ تو جگر چشمۂ خون ہوتا ہی
ٹوٹ جاتی ہی کمر صبر و شکیبائی کی ۔ راہ لیتی ہین قدم کوچۂ رسوائی کی

پاس ناموس کا رہتا ہی نہ غیرت کا خیال ۔ دل سی اڑ جاتا ہی بدنامی و ذلت کا خیال
پند ناصح کا نہ دہ خط کی ملامت کا خیال ۔ دشت پرخار کا یا وادی وحشت کا خیال
جوش کم سنگ ملامت سی کہان ہوتا ہی ۔ تیغ وحشت کو یہی سنگ فسان ہوتا ہی

بھیگتا ہونگی اسی کوچہ مین مٹی ہی خراب ۔ داد خواہون کو یہان نیست سے ملتا ہی جواب
آگ بن بن کی جلاتی ہی کلیجہ یہ شراب ۔ ہر نفس سیخ تو ہر لخت جگر شکل کباب
حال ہوتا ہی زبون حسن پریشان ہمین ۔ آدمیت سی گذر جاتا ہی انسان ہمین

سن تو اے جان جہان مایۂ صد فتنہ و شر ۔ ہم جو کہتی ہین وہ ہی راست ذرا غور تو کر
اک ذرا دیدۂ انصاف سی لازم ہی نظر ۔ بیخبر کچھ نہین ہی سارے زمانے کی خبر
آگے کیا حال تھا اب حال ہمارا کیا ہی ۔ یون ہی چاہے جو خدا اپنا اجارا کیا ہی

ہاتھ رہتی تھی جو ہر وقت تری دبتی کمر
سر ترا تکیۂ زانو پہ جو تھا آٹھ پہر
لوٹتی تھیں جو مری طالب دیدار آنکھیں

ہیں وہی ہاتھ کہ جن ہاتھوں سے تھامی ہوں جگر
آشنا سنگ سے ہے جوش جنون میں ہی سر
وہی نیرنگیٔ عالم سے ہیں خونبار آنکھیں

تیری پہلو سے جو پہلو کہ نہ ہوتا تھا جدا
پنجۂ مژگان کا تھا یا شانۂ گیسوے رسا
یا نہ جاتے تھے کہیں یا تو ہی آنا موقوف

داغ فرقت اسی پہلو میں ہے تکیہ کیسا
یا نہیں آنکھوں میں اب خواب پریشان کے سوا
خواب میں بلکہ کیا منہ کا دکھانا موقوف

جا رہی تن کی جدائی میں یہ احوال ہوا
قد جو تھا مثل الف خم صفت دال ہوا
جانتے یہ تو کبھی دل نہ لگاتے ہم تو

کہ مرا مزرع دل مفت میں پامال ہوا
دل لگانا نہ ہوا جان کا جنجال ہوا
حضرت عشق کو مرشد نہ بناتے ہم تو

تیری چاہت نے کئی دن کیسے جھٹکا دیے ہم کو
جام بھی زہر کے پیمانے پلائے ہم کو
دل کو یہ تو نے جلایا کہ ذرا تاب نہیں

لالہ ساں داغ محبت نے دکھائے ہم کو
طرفہ قدرت کے تماشے نظر آئے ہم کو
ایسی جلتی ہیں یہ آنکھیں کہ کہیں خواب نہیں

دل مرا تم نی لیا تھا اسی اقرار پہ واہ — دفعۃً پھیر گئے کیا جرم ہوا کون گناہ

پیار کی آنکھ رہی اب نہ محبت کی نگاہ — واہ کیا رنگ زمانے کا ہے سبحان اللہ

شعبدے روز نکلتے ہین دل آزاری کے — کیون ادا کرتے ہین حق یون ہی وفاداری کے

حال کیسا ہی ہمارا ہو خبر تمکو نہین — آنکھین دیدار کو ترسین تو نظر تمکو نہین

لاکھ سمجھائے کوئی کچھ بھی اثر تمکو نہین — فرصت اغیار سے آٹھ پہر تمکو نہین

اڑ گئی شرم لب بام کھڑے رہتے ہو — کھولے زلفون کو سر شام کھڑے رہتے ہو

جان بچتی کی نہین اور تو صورت زنہار — ہان مگر ہم بھی نہین ورنہ لگا دین دل [illegible]

نہ سمجھنا کہ نہین ہم سا کوئی لالہ عذار — شاہد مصر سے خالی نہین کوئی بازار

گذرا اپنا بھی حسینان پریزاد مین ہے — ایک سے ایک حسین عالم ایجاد مین ہے

تم یہ سمجھے ہو نہین ہم سے کسی اور سے راہ — کون محبوب حسین ہے کہ نہین پیش نگاہ

تم ہو ہرجائی تو ہرجائی ہین ہم بھی اللہ — خوب دیکھا ہے زمانے کا سفید اور سیاہ

حسن خوبان جہان پیش نظر رکھتے ہین — روز پریونکی اکھاڑے مین گذر رکھتے ہین

حیران ہی تو بگڑے کسی پر وا ہی ہین | تو ہو کیا مال بہت تجھ سی ہین معشوق جوان
ہم بھی جب ہونگے حسینون مین کوئی آفت جان | وہ طرحدار جو ہو حسن مین مشہور جہان

زیب پہلو وہ بت آئینہ سیما ہوجائے | تو جو دیکھے یہ جلی آگ بگولا ہوجائے

زرد تجھکو وہ بہا گل رخسار کرے | زلف پر پیچ بلاؤن مین گرفتار کرے
تنگ غنچہ سا دہن تیرا دل افگار کرے | سخت بیمار تجھے نرگس بیمار کرے

ہونٹھ کاٹے جو نظر آئین وہ لب جان سے | دانتون آجائے پسینہ گہر دندان سے

زور تیرا نہ زبردستی بازو سے چلے | دل کی گردن پہ چھری جنبش ابرو سے چلے
نہ چلے کچھ جو وہ فقرہ نئے پہلو سے چلے | چال وہ ایسی چلے دل تری قابو سے چلے

زلف شبگون سی جو الجھی تری شامت آئے | قد قامت سی ترے سر پہ قیامت آئے

نظر آجائے جو بالفرض وہ باریک کمر | گم ہوا ایسا کہ تجھے کچھ نہ رہے اپنی خبر
آنکھین جس دم وہ لڑائے نہ رہے تجھکو مفر | ہر فقرہ تیری رگ جان مین چبھوئی نشتر

خال رخ دیکھے تو رو رو کے کرے دل خالی | جا نہ داغون سی رہی سینے مین اک تل خالی

خاک ہو جائے تڑپ کر جو گری برق نگاہ
سرمگین چشم کرے اختر تقدیر سیاہ

تیغ عشوہ ہے غضب تیز نہیں جسکی پناہ
سطر جوہر میں ہے مرقوم کہ انا للہ

صاف کی جسنے زمانے کے لیے موت کی راہ
کوچۂ زخم سے کھولی ملک الموت کی راہ

چشم میگون کا نظارہ ہو ہمی ہوش ربا
خم ہو گردن تری دیکھے جو صراحی سا گلا

سینے سے ہاتھ لگے سینہ خراشی کا مزا
سر پستان ہو تری واسطے پھل برچھی کا

آنکھ ملجائے اگر چہرۂ نورانی سے
آب خجلت ہو رواں چشمۂ پیشانی سے

وہ نہا دھو کے جو پوشاک بدل کر بیٹھے
رشک سے ناوک حسرت تری دل پر بیٹھے

کیا ترا رتبہ کہ تو اس کے برابر بیٹھے
در سے نکلے وہ اگر شرم سے تو گھر بیٹھے

دیکھے انداز جنون خیز جو رعنائی کے
پرزے اڑ جائیں تری جامۂ زیبائی کے

روبرو اسکے اگر قوس نخوت کھینچے
ایسا کانٹوں میں وہ کھینچے کہ خجالت کھینچے

سرکشی کا جو کرے قصد تو ذلت کھینچے
منہ نہ دکھلائے کسی کو وہ ندامت کھینچے

دل کشاکش میں پڑے دو دو عرق ہو جائے
شانہ اس زلف کا سر پر ترے آرہ ہو جائے

دیکھے زیور جو مرصع ہو تجھے کوفت بڑی | آٹھ آٹھ آنسو رولائے تجھے موتی کی لڑی

دیکھے ہیرو نکے کڑون سی جو اٹھا جائے کڑی | جرم بیجرم لگائین وہ چھڑی تجھکو چھڑی

چال مین سُرمہ اٹھائے تجھے پامال کرے | پا بزنجیر ہر اک حلقۂ خلخال کرے

کاجل آنکھون مین لگا کر جو تجھے دکھلائے | شامت آئے تری آنکھون مین اندھیر چھائے

طائر رنگ حنا دام مین تجھکو لائے | بال اُبر یا بدھکے کُٹی کی طرح بھڑکائے

مشک سا زلف کا جوڑا جو وہ برفن باندھے | کسکے مشکین تری اے جان کی دشمن باندھے

دیکھکر ساعدِ سیمین کی صفا ہاتھ ملے | گول بازو کو جو دیکھے تو سوا ہاتھ ملے

وہ تو مہندی سے ملے تو جای حنا ہاتھ ملے | ایڑیان رگڑے جو تو اسکی بلا ہاتھ ملے

سر پہ ہے تو وہ تنجر جو تری ساتھ کرے | پاؤن کو ہاتھ لگائے تو قلم ہاتھ کرے

ایسے مہ رو سی جو صحبت مجھے دن رات رہے | دونون جانب سے برابر کی ملاقات رہے

تو ہی منصف ہو ذرا پھر تری کیا بات رہے | طاق پر سب تری جھوٹی یہ کرامات رہے

وصل کیا تجھسے تو پھر بات گوارا نہ کرون | خواب مین بھی تری چہرے کا نظارا نہ کرون

اختلاط اس سے کرون منہ نہ لگاؤن تجھکو
تو بھی لون آنکھونکی نظرون سے گراؤن تجھکو

پاس آ بیٹھے تو جھلا کے اٹھاؤن تجھکو
روٹھ جائے تو بلا سے نہ مناؤن تجھکو

تو بھی رخ تری جانب کو نہ زنہار کرون
لے لئے پیغام ترے آئین تو انکار کرون

باغ کی سیر کو لیجاؤن مین اسکو ہمراہ
ابر ہو سبزہ ہو مینا و سبو اور وہ ماہ

صحبت ساز و غنا شام سے تا وقت پگاہ
تو جو آنے کو کہے مین کہون کچھ خیر ہے واہ

ٹھنڈی گرمی نہ کرو اب طبیعت بگڑی
گل کھلا تازہ ہوا کھاؤ وہ رنگت بگڑی

عشقبازون کا جو جلسہ ہو کسی روز کہین
جمع ہون سارے زمانے کی وہان ماہ جبین

اسکو لیجاؤن بصد شوکت و شان و تزئین
گل قبا چاک کرین ہو وہ لباس رنگین

بیٹھے آنکھون پہ جو دامن کو اٹھائے آئی
پتلیان آنکھون کی چلائین اگر آئے

اسکی سب طالب دیدار ہون محفل مین ہجوم
شمع کی گرد ہو پروانون کا جسطرح ہجوم

وہ مہ چار دہم اور حسین شکل نجوم
تو بھی قدر ہو اپنی تجھے اس دم معلوم

تجھکو او کافر بد ذات نہ پوچھے کوئی
اسکو سب پوچھین تری بات نہ پوچھے کوئی

ایسی ذلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم میں تو
دست و پا بھولیں ترے بند ہو آواز گلو
رنگ رخ فق ہو وہ داغ غم جانکاہ ملے

ایسی باتیں جو سنیں ہم ہی ہو دل میں ذلیل
تم بھی اتنی ہوئی سوجھی جو جلائی کی سبیل
منہ پر آنی لگے برعکس سخن لو صاحب

شان اللہ کی یار چلائیں گے ہمیں
آشنا غیر کی ہو نگے یہ ستائیں گی ہمیں
ہیں ابھی سے یہ زمانہ تہ و بالا کرتی

ہمسے بہتر کوئی محبوب۔ خدا کی قدرت
وصل سکا انھیں مرغوب خدا کی قدرت
پانوں کل پڑتی تھے کچھ آج شرکار ہیں

شدت خشم سے آنکھوں میں اوتر آئے لہو
نعلین جھاڑ کے نگہ پاس سے دیکھے ہر سو
بھاگتے گھر کی بھی ہرگز نہ تجھے راہ ملے

کھسکے بولا کہ زہی شان خداوند جلیل
طرفہ دعوی ہی کوئی جسکی سند ہی نہ دلیل
لیکے آئینہ ذرا منہ کو تو دیکھو صاحب

راستہ بھولے ہوے راہ بتائینگے ہمیں
ہم جو آنیکو کہیں گے نہ بلائینگے ہمیں
پوچھتا کوئی جوان کو تو کہو کیا کرتے

ہم بُرے اور خوش اسلوب خدا کی قدرت
ہمسے نفرت یہ بہت خوب خدا کی قدرت
چھوٹے سے منہ کو بڑی بات سزاوار نہیں

منہ سی کہتے تو یہ سب کہ گئی پر اور ہی ڈھنگ
غیر کی بات پہ دق ہو گیا رخسار کا رنگ
اشک بھر لا کے یہ آخر کو کہا ہو کر تنگ
غیر کا نام سنے کسکو گوارا ہے یہ ننگ
ہو نہ ہو کوئی ہے اس بات سی کیا کام ہمین
یہی جھگڑا ہے تو دم بھر نہیں آرام ہمین

سو چکے پھر یہ کہا اب نہ کچھ اظہار کرو
پکا پھوڑا ہے یہ دل چھیڑ نہ زنہار کرو
ہم خطاوار سہی غصہ نہ ہر بار کرو
آؤ مل جاؤ مگر غیر سے انکار کرو
ہم تو محکوم ہیں ان باتوں ہی کیا موقوف
ہو یہ کمبخت کہین غیر کا جھگڑا موقوف

آئی ہے دلمین تمھارے جو کدورت ہے عبث
ہم تو آزردہ نہین تمکو شکایت ہے عبث
ہم سا ملجائے کوئی اور یہ نخوت ہے عبث
ملین غیر سی ہم ہم پہ یہ تہمت ہے عبث
ہم نہ ایسے نہ تم ایسے یہ بجا ہے صاحب
پھر سبب ترک ملاقات کا کیا ہے صاحب

کہتے ہین اب نہ جدا ہم کبھی دم بھر ہونگے
دل سی تابع ہین خلاف آپ سی کیونکر ہونگے
ہم وہین ہونگی جہان آپکے بستر ہونگے
اب قدم راہ اطاعت سی نہ باہر ہونگے
جانی دو دلمین سمائی ہو اگر بات کوئی
ترک کرنا نہین ہونگی ملاقات کوئی

عذر مقبول ہو موقع نہین اعراض کا اب — دیکھو اچھی نہین آزردگی غیر سبب

شان اللہ کی قدرت کے تماشے ہین عجب — ڈرتی رہتی تھے جو ہمسے وہی ہمپر ہین غضب

واہ وا جامے سے باہر کوئی اتنا بھی ہو — ہم خوشامد کرین اور آپکو پروا بھی نہو

غیر سے ملنے کا آتا ہے کوئی دل مین خیال — بدگمانی ہے فقط آپکی بیجا ہے ملال

دل سے ہم صاف ہین اللہ پہ روشن ہے یہ حال — اپنے نزدیک ہے کیا مال کوئی صاحب مال

شاہزادہ ہوا گر دھیان مین کب لاتی ہو — جھوٹ سمجھو یہ مسلمان ہین قسم کھاتی ہین

ہم نے دیکھا کہ دبایا تو نہین ہم سے وہ شریر — دام مین اور ہوئی مرغ خوش الحان کی صفیر

منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تقریر — سہتے اورون کے پھنسانیکو یہ دام تزویر

اتفاق آپکے باطن سے نہین ظاہر کو — تکیہ منہ دیکھے کی باتون پہ ہے کس کافر کو

خیر ہے آپکے وعدونکا یقین ہے کس کو — صادق القول ہو یہ ذہن نشین ہے کسکو

صبر عشاق مین ایسا ہی چین ہے کس کو — مجھپہ موقوف نہین داغ نہین ہے کس کو

دل سے بیچ مین صد چاک ہے ستار کی طرح — صاف پھر جاتی ہو دم بھر مین زمانے کیطرح

کل کی ہی بات کہ کچھ خاک نہ آتا تھا ہمین
ایسی بگڑی تھی کہ ہر ایک بناتا تھا ہمین

جو کوئی چاہتا تھا دام مین لاتا تھا ہمین
چٹکیون مین تم تو پر اوڑاتا تھا ہمین

باتین اکھڑی ہوئی کرتی تھی زبان صاف نہ تھی
بال الجھے ہوئے تھے جیسی موباف نہ تھی

شانۂ آشفتۂ گیسوی سیہ فام نہ تھا
آئینہ حیرت زدۂ سحر و شا نہ تھا

سرمہ و غازہ کہان انکا کہین نام نہ تھا
کنگھی چوٹی سی کسی وقت ہمین کام نہ تھا

ایسی خوشبو سی نہ پھولون کی بسی رہتی تھی
بند انگیا کی نہ یون چست کسی رہتی تھی

سارے معشوقی کے انداز سکھائے ہم نے
طور محبوبی کے جتنے تھے بتائے ہم نے

چار چاند آپ کو دیکھو تو لگائے ہم نے
ناز بردار بنے ناز اٹھائے ہم نے

ناز و انداز مین شوخی مین سلیقہ آیا
دلفریبی کا جو ہوتا ہے طریقہ آیا

اب جو معشوقی مین تم نام خدا طاق ہوے
ہر طرف دھوم ہوئی شہرۂ آفاق ہوے

نئے غمزون کی نئی عشوون کی خلاق ہوے
ہر طرح دل کی لگا لینی مین مشاق ہوے

جھوٹی غیرون کی سخن تم نے در گوش کیے
جتنے احسان ہمارے تھے فراموش کیے

یاد ہی غیر و ہنسی ہوتی تھے اشارے کبھی
دوسرا گر دیکھتا تھا تمہارے کبھی

سرزہ گردون کو میسر تھی نظارے کبھی
پاس سی آپ کے کتے تھے ہمارے کبھی

آپ قریب آنہین سکتی ہین خدا کی قدرت
دیکھنی کو بھی ترستی ہین خدا کی قدرت

خواب مین دیکھ نسکتے تھی تمھین جو اے ماہ
انکو صحبت بھی میسر ہے انھین سی تمھین [illegible]

وہ تو ہم بزم ہو مشکل ہو ہمین ایک نگاہ
تھک گیا جی نہ رہا ضبط کا یارا واللہ

اب نہین ہی ہمین ملنی کی ہوس ۔ راہ بھی لو
گرمیاں ٹھنڈی کرو اور رونے دیں راہ بھی لو

ہم بھی ہین صاحب غیرت رہین کبتک غمناک
نیکی سونے کی جو اب آ دو تو سمجھین تمھین چالاک

مفت کس واسطی ہم جان کرین اپنی ہلاک
بیوفاؤن سی نہین ہی ہمین منظور تپاک

یاد الفت کی سر ادم مین نہ آئینگے کبھی
جائیے جائیے اب منہ نہ لگائینگے کبھی

سنکے ہم سی یہ امیرا سکو رہا پھر نہ قرار
جوڑ کر ہاتھ گرا پاؤن پہ وہ لالہ عذار

جوش دل سی ہمین کچھ بن نہ پڑی آخر کار
آگیا رحم کیا سر کو اٹھا کر اسے پیار

رنج سب دور ہوے عشق کی ایام آئے
فقرے عیاری کی ہم نے جو کیے کام آئے

## غبارِ طبع ۱۲۸۴ھ

سچ ہی جہان مین تم سا کوئی بیوفا نہین
اس بی مروتی کی کہین انتہا نہین

انصاف جسکو کہتی ہین تم مین ذرا نہین
اسیرِ ستم جو قابل جور و جفا نہین

آغازِ عشق مین کہو اقرار کیا نہ تھے
بیگانہ اب یہ ہو کہ کبھی آشنا نہ تھے

لازم ہی پاس قول کا کیا ہے یہ ماجرا
کسکی طرف سے کہیے تو اظہار شوق تھا

پیغام کسکے آتے تھے ہر صبح ہر مسا
کہتے تھے کس زبان سی تم پر ہین ہم فدا

کیا پیار کی نگاہون نی فتنہ بپا کیا
الفت جتا جتا کے ہمین مبتلا کیا

بھیجے پیام سیکڑون الفت کی چاہ کے
آئے سلام شوق بہت راہ راہ کے

گھیرا ہمیشہ حلقے مین زلف سیاہ کی
پھندے لگائے آپنے تارِ نگاہ کے

دشمن ہوے جو ہمکو زمانے سی کھو چکے
تدبیر قتل کی جو گرفتار ہو چکے

ہم تو وہ تھے جو جور پہ کرتے نہ تھے نظر
بزم خیال میں بھی نہ پریوں کا تھا گذر
آشنا جانتے تھے حسین ہوتے ہیں کدھر
کسکو دماغ تھا کہ یہ لے مول درد سر

واقف نہ تھے کسی کے سلام و پیام سے
نفرت تھی اپنے دل کو تعشق کے نام سے

جادو کیا کہ تم نے اڑائی ہماری ہوش
افسون کیا کہ عشق کا پیدا ہوا یہ جوش
دیکھا نہ کچھ سنا ہوئے بند اپنے چشم و گوش
کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا خموش

جاتی تھی کس طریق کس سمت پھر گئے
رکھتے ہی پاؤں چاہ محبت میں گر گئے

یا عاشقی کی نام سے چڑھتی تھی تب ہمیں
کچھ سوجھتا نہیں ہے بجز عشق اب ہمیں
آتا ہے آپ حال پر اپنے عجب ہمیں
انداز ضبط بھول گئے سب کے سب ہمیں

شفقت نے ہم کو مورد رنج و تعب کیا
رحمت نے قہر لطف نے ہم پر غضب کیا

جو کچھ کیا تمہاری لگاوٹ نے یہ کیا
اب تو چھپے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا
تھا یہ یقین کہ تم سا الا یار بے وفا
منظور حق یہی ہو تو بس آدمی کا کیا

اپنا قصور ہے تم کچھ ای مہربان نہیں
اللہ کے سوا تو کوئی غیب دان نہیں

سمجھے تھی جسکو یار وہ نکلا ستم شعار
کیا جانتے تھے جامۂ گل مین نہان ہی خار

بزم طرب مین رکھی قدم دل ہوا فگار
آئینہ ہو گیا ہمین شمشیر آبدار

بیمار کی قضا ہو تو اکسیر کیا کرے
تقدیر جب نہ ہو کوئی تدبیر کیا کرے

جو کچھ ہماری طالع و اخترون مین یا نصیب
چارہ نہین دوا مین اگر زہر دے طبیب

تم کیا جہان مین اور بھی ہین بے وفا حبیب
خندان ہین پھول باغ مین نالان ہی عندلیب

سچ ہی طریق مہر و محبت کا ہی برا
تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہی برا

ہان ایک بات کہتے ہین خوش ہو کہ تم خفا
سمجھو بغور اس کو اگر فہم ہے رسا

عاشق کہین نہ پاؤگے تم ہم سا باوفا
پچھتاؤگے کروگے اگر ہم کو تم جدا

تم سے بہت ہین شاہد رعنا جہان مین
ہم سا کہان ہی عاشق شیدا جہان مین

مردم شناس چاہیے انسان ذی شعور
آوازہ ہی ہماری شرافت کا دور دور

شاعر ہین باکمال ہین کچھ پاس ہی ضرور
عالم مین ہین ہماری بہت قدردان حضور

ہمکو جو ہی یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہین
ہمکو بھی ہی خیال کہ ہم لاجواب ہین

سیر بند ہے ہین تم کو خیالات اور اور
کیا سفلہ طینتی ہی یہ کتنے برے ہین طور

بھلا رہا ہی کیا فلک کج مدار دور
جنت مین اشتیاق جہنم کرو تو غور

ہین گر سیان نہین ہے جو ٹھنڈی ہین گرمین
منظور النسی راہ ہے جو کوچہ گرد ہین

ہتے ہین صاف صاف تغافل شعار ہو
حرمت کا کچھ خیال نہین بے وقار ہو

ہے تمکو کیا کہین کہ نگاہون مین خار ہو
آگے بڑھین تو لائق زنجیر و دار ہو

رندی مین نام آپکا بازار آ گیا
جو کچھ کہین بجا ہے کلیجہ تو پک گیا

سوغات کوئی بھیجے تو دل سی قبول ہو
دامن کرو دراز اگر ایک پھول ہو

ہ کسی کا آئے تو فرحت حصول ہو
بیہودہ ہو ذلیل ہو کتنے فضول ہو

دل باغ باغ تحفہ عطر بہار سے
پھولے نہین سماتے ہو پھولونکے ہار سے

بیٹھین ہین چشم روزن دیوار سے ہم
بالائے بام گشت کرو دن سے ہے جو کم

روت یہ لطف ہم سی رکھائی ستم ستم
قدرت خدا کی وہ تو ہون اچھی بری ہون ہم

سمجھے تم اس کو رام کہانی غضب کیا
عاشق کی قدر خاک نہ جانی غضب کیا

یہ بھی کوئی طریق ہے یہ بھی کوئی ہے راہ — دل ہے کسی طرف تو کسی سمت ہے نگاہ

فرقت سے حال عاشق شیدا تو ہو تباہ — عیش و طرب میں تم رہو مصروف واہ واہ

پھر جائے آنکھ بھی تو کرم کی نظر نہ ہو — اپنی تو جان جائے تمھیں کچھ خبر نہ ہو

بھیجیں پیام ہم تو اُسے سن کے ٹال دو — لکھا ہی کنوئیں میں نامہ جو لکھیں تو ڈال دو

کھینچو کسی پہ تیغ غضب ہم پہ ڈھال دو — بھیجیں جو ڈالیاں تمھیں شاخیں نکال دو

ہر بات میں بگاڑ یہ الفت یہ چاہ ہے — ٹیڑھی ادا ہے آپ کی ترچھی نگاہ ہے

اک دن وہ تھا کہ رہتے تھے راتوں کو ہمکنار — تمکو کبھی بغیر ہمارے نہ تھا قرار

دونوں طرف سے چاہ تھی دونوں طرف سے پیار — پھرتے تھے گرد تم بھی جو ہوتے تھے ہم نثار

ہر وقت اختلاط سے گردن میں ہاتھ تھے — سائے کی طرح روز مرے ساتھ ساتھ تھے

اک دن یہ ہے کہ نام کو الفت نہیں ذرا — آئے جو ذکر بھی کہو عاشق ہے کیا بلا

سونے لگے ہو شب کو چھپر کھٹ پہ بھی جدا — پڑ جائے چھینٹیں جو جائے ادھر کی کبھی ہوا

پوچھا کبھی نہ سیکڑوں صدمے گذر گئے — اللہ ایسے دل سے تمھارے اتر گئے

چھا مقام ہے یہ نہین کیا مضائقہ
رہیے ہمیشہ چین بچین کیا مضائقہ

یان بی قرار قلب حزین کیا مضائقہ
دور آسمان سخت زمین کیا مضائقہ

لی لینگے اپنی داد کسی ن کھڑی کھڑے
جلدی نہین ہین ہاتھ خدا کی بڑی بڑا

یکھا ہوا زمانہ ہی نادان نہین ہین ہم
سمجھے ہوے تھے پہلے ہی یہ آپ کے ستم

ھیلی کڑی اٹھائی جدائی مین غم یہ غم
آخر رہی نہ تاب کہ آیا لبون پہ دم

یان بھی کسی سی وصل کی وعدہ ٹھہر چکے
تدبیر ہم بھی جان بچانے کی کر چکے

مکو جو ہی خیال کہ ناآشنا ہین ہم
ہم جانتے ہین تم سی کہین بد بلا ہین ہم

مجھے ہو تم کہ حسن مین جادو ادا ہین ہم
کہتے ہین ہم کہ عشق مین معجز نما ہین ہم

کامل ہین ہوشیار ہین ہر ایک رنگ مین
ہم صلح مین ہین آپ سے باہر جنگ مین

ہنستے ہوی جو آؤ تو باغ و بہار ہین
ہو نوک کی جو ہم سی ذرا ہم بھی خار ہین

رمی مین تم ہو شعلہ تو ہم بھی شرار ہین
ہو مہربان تو آپ کے خدمتگزار ہین

اہل صفا سی اپنی طبیعت رکی نہین
سرکش سی آجتک کبھی گردن جھکی نہین

بفضل خدا ہے رحمت پروردگار ہے — تسکین قرار بھی ہی جو دل بیقرار ہے

ہر بوستان مین بعد خزان کے بہار ہے — نعم البدل کوئی صنم گل عذار ہے

رنج فراق ہم نے کسی شب سہے نہین — بستر پہ آج تک کبھی تنہا رہے نہین

تقدیر سے ملا ہے وہ محبوب نوجوان — حور جنان کہین تو کٹے شرم سے زبان

ہین سازوار بخت موافق ہی آسمان — غمگین ہوئی تھے جتنے ہوا اتنی شادمان

دل کو کسی حسین کی تمنا نہین رہی — غم کیا ہو ہم کو حور کی پروا نہین رہی

ہم چشم اس سی کیا کوئی صاحب جمال ہو — وہ ماہ چاردہ ہے اگر تم ہلال ہو

سچ کہتی ہین جو جھوٹ کا دل مین خیال ہو — دکھلا بھی ہین جو غیر تمہارا نہ حال ہو

چمکا ہوا ستارہ بخت سعید ہے — ہر شب شب برات ہی ہر روز عید ہے

ہر روز بزم عیش کی تازہ ہین رنگ ڈھنگ — بچھتا ہی بام پر شب مہتاب مین پلنگ

انکا شباب اپنی جوانی کی یاد و ننگ — جمتے ہین نشۂ مے وصلت کے خوب رنگ

سوتی ہین شب کو ہاتھ گو گردن مین ڈال کے — گل چھرّے روز اڑاتی ہین ہم نئے خیال کے

راحت نصیب شام سی وصلت ہی تا سحر ۔۔۔ تکیے کی بدلے یار کا بازو ہے زیر سر

ہی خانمان نہین ہین کہ ہی دلمین اسکی گھر ۔۔۔ باتین ہین دلبری کی محبت کی رات بھر

آنکھ اپنی مثل قبلہ نما سوی دوست ہے ۔۔۔ سجدہ پسند کعبۂ ابروی دوست ہے

کٹتی ہی کس مزی سی ہماری مدام شب ۔۔۔ ہوتی ہی روز باعث عیش دوام شب

چہرہ ہی بدر گیسوی مشکین کا نام شب ۔۔۔ رہتی ہین اختلاط کی باتین تمام شب

اجب کہتی ہین کہ تم سی تو شمس و قمر نہین ۔۔۔ کہتے ہین کیا وہ دل ہین تمکو نظر نہین

حسن و جمال مین غرض اس کی کلام کیا ۔۔۔ اسکے سوا کسی سے رہا ہم کو کام کیا

تم کیا تمھاری زلف و رخ سرخ فام کیا ۔۔۔ ذرے کا آفتاب کے آگے مقام کیا

سمجھو نہ سمجھو اسکی مقابل نہین ہو تم ۔۔۔ بولو نہ بولو بات کی قابل نہین ہو تم

آؤ نہ آؤ پاس رہو یا جدا رہو ۔۔۔ اب کیلئے غرض ہی خوش ہو تم یا خفا رہو

دیکھین گی ہم کبھی نہ جہان جا ہو جا رہو ۔۔۔ یکسان ہی اب ہمین نہ رہو گھر مین یا رہو

نفرت ہی تم سی دل مین نہایت غبار ہے ۔۔۔ پروا نہین ملو نہ ملو اختیار ہے

سنکر مرے کلام وہ حیرت مین آگیا — رخ پہ عرق وفور خجالت مین آگیا
رخ چاند سا محاق کدورت مین آگیا — مہر جمال پردۂ ظلمت مین آگیا
مضطر ہوا حواس گئے صبر کھو دیا — کی ایسی چھیڑ مین نے کہ آخر کو رو دیا

رونے پہ دل بھر آیا ہمارا بھی ایکبار — رنگ سخن بدل کے کہا واہ گلعذار
کہتے تھے تم تو یہ کہ بڑے ہم ہین ہوشیار — یارو کے شعبدے نہوے تم پر آشکار
سمجھو تو سہل کون سی مشکل نہ ہو سکے — اتنی کڑی کے تم متحمل نہ ہو سکے

جو کچھ کہا یہ ہم نے سراپا غلط غلط — معشوق غیر اے گل رعنا غلط غلط
یہ ذکر یہ کلام یہ چرچا غلط غلط — باتین بنائین ہم نے یہ کیا کیا غلط غلط
جو کچھ کہا ہے اسکی حقیقت ذرا نہین — باتین ہین سب یہ کوئی تمھارے سوا نہین

ہنسنے جو یہ کہا رخ جانان ہوا بحال — شاداب مثل گل نظر آیا وہ نونہال
زائل ہوا وہ دلمین جو آیا تھا کچھ ملال — اتنا کہا زبان سے کہ کی تم نے خوب چال
جتنی تھی غم بس ایک ہی فقری مین کٹ گئے — ہم بھی بڑھا کی ہاتھ گلے سی لپٹ گئے

صد شکر اے امیر ہوئی صلح یار سے　　پائی نجات گردش لیل و نہار سے

امید ہے یہ رحمت پروردگار سے　　چھوٹے نہ کوئی دوست کسی دوستدار سے

عاشق کو کیا جدائی محبوب شاق ہے

جنت وصال یار جہنم فراق ہے

دائرہ ادبیہ
لکھنؤ

# برائے دُردکشے جرعہ برائے خدا

بادۂ مینائی کے متوالو! جام پہ جام اڑالیے۔ ساغر پہ ساغر چڑھا گئے
شیشے کے شیشے خالی کیے، خم کے خم لنڈھائے، مست ہوئے سرشار ہوئے،
دُنیا سے بیخبر ہوئے، مافیہا سے بے نیاز ہوئے، اور ایسے ہوے کہ حریفان
بادہ پیما تک کو فراموش کر بیٹھے، اپنے دُرد آشام کے لیے ایک گھونٹ بھی
نہ چھوڑا، خیر! جو کچھ کیا، اچھا کیا! لیکن اب عالمِ خمار ہے اور اِس تشنہ کام
کی خشک باتیں۔ وہ کیا کہے گا؟ آپکو بہکنے کا الزام دیگا؟ تاقیامت محوی کی ساقی گری پر
حرف رکھے گا، ان کی جا و بیجا شکایت کریگا کہ مجھ سے تنگ ظرف کو بھی نہ چھکایا
گیا، جسکے لیے قطرہ ایک دریا اور حباب ایک قدح ہے؟ امیر میکدہ کی

شان میں گستاخی کرے گا، آپ کو تجدید بنا دینے والی آتشِ حیات کو وہ آتشہ نہ کہے گا، اس میں ایک آنچ کی کسر بتلائے گا، بیباک بنے گا، گستاخ بنے گا، "بے ادب بے نصیب" کا واجبی مصداق و سزاوار کہلائے گا۔

یہ تو دنیا جانتی ہے کہ وحشی یزدی نے صنف مثنوی میں "واسوخت" کی ایک نئی شاخ نکالی ہے، جو زمینِ فارس میں چندان برگ و بار نہ لا سکی البتہ ہندوستان جنت نشان کی خاک اور آب و ہوا میں زیادہ پھیلی، بڑھی، پھلی پھولی اور ایک تنے کی حیثیت حاصل کر لی۔

اردو میں پہلے پہل ہمارے بادشاہ سخن میر تقی میر نے اسکے سر پر تاج گل رکھا۔ آزاد مرحوم فرماتے ہیں:-

"واسوخت وہ ہیں، اور کچھ شک نہیں کہ لاجواب ہیں اہل تحقیق نے فغانی و وحشی کو فارسی میں اور اردو میں انھیں (میر) واسوخت کا موجد -

تسلیم کیا ہے۔

مبصر آزاد نے میر کی دو واسوختین دیکھین اتفاق کہ میری آنکھون کو چار نظر آئین، اب چاہے مجھے احول کہو چاہے اعمٰے سمجھو۔

سودا کی ہمہ گیری کب اجازت دے سکتی تھی کہ باغ سخن کی کوئی شاخ کیا معنی کوئی پتی بھی نظر انداز ہو جائے، میر اگر ڈال ڈال ہون تو یہ پات پات، انھون نے بھی واسوخت لکھے اُردو مین اور آگ لگائی۔

رہا تقدم و تاخر، میر و مرزا سے ہمپایہ ہمعصر اُستادون مین جیسا کچھ رہا ہوگا اسکا اندازہ آپکے قیاس پر ہے۔

اِن کے کسی معاصر نے بھی ممکن بلکہ ضروری ہے کہ کوئی گُلِ رنگین اس شاخ مین کھلایا ہوگا۔ مجرم تخلص ایک صاحب جن کا نہ نام معلوم ہے نہ کچھ حال، خدا بھلا کرے زبان کا، یہ بہتیرے راز طشت از بام کرتی اور بہت سے عقدے کھولتی ہے۔ اسکی گواہی ہے کہ یہ ہون نہ ہون

میر و سودا کے ہم بزم ہوں۔ ان کا ایک واسوخت نظر افروز ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

ورنہ پھر آہ کا ظالم نپٹ ہوتا ہے برا     پاس کر اپنے کلیجہ کا، مرا مان کہا

نپٹ یعنی بہت۔ ختم واسوخت کا بند ہے ؎

کس سے سیکھا ہے تو عاشق کا جلانا کافر     کہے میرے کے تئیں تو نے نہ مانا کافر

قدر مجرم کی کیا، جان نہ جانا کافر     اپنے عاشق کے تئیں اتنا ستانا کافر

کہہ چکا آگے، پر اب کہتا ہوں آ چھوڑ دے جو

ورنہ دلدار کروں تجھ سا کوئی ڈھونڈھ کے دو

انداز بیان بتا رہا ہے، زبان پر ملا کہہ رہی ہے کہ یہ ساتھ بقلن میں سے ہیں مرزا مظہر جان جاناں، خواجہ درد، خواجہ اثر، میر سوز وغیرہ ہم مشہور اساتذہ نے دیگر اصناف سخن کی طرح اپنے باغ میں اس کی بھی قلم نہ لگائی۔ لیکن اردو شاعری کے ساتھ ساتھ واسوخت کی آگ بھی پھیلتی

اور عالمگیر ہوتی گئی۔ "ہر کہ آمد بران مزید کرد"

پھر رنگیں عظیم آبادی جرأت، میر صاحب کے صاحبزادے میر کلو عرش،
سودا کے شاگرد منشی سدا سکھ نشاط دہلوی اور خدا جانے کس کس نے
ادھر عنان توجہ منعطف کی اور واسوختین لکھین۔ بعد ازان مرزا قاسم علی
رقت شاگرد جرأت، طالب علی خان عیش شاگرد مصحفی اور مومن خان
وغیرہ نے اپنی گلفشانیون مین سے کچھ پھول اسکے بھی نذر چڑھائے۔
پھر وہ دور آیا جس مین "واسوخت" کا قبلہ تمام ملک سخن پر ہو گیا
اور یون سمجھا جانے لگا کہ جس سے واسوخت یادگار نہ رہے وہ ایک
صنف کلام سے بے بہرہ ہو گا اور اسکی قدرت سخن محدود۔ اچھے بڑے
چھوٹے بڑے سب شاعرون نے اپنا لوہا منوانے کے لیے جہان اور اور
اصناف مین طبع آزمائیان کین وہان اس کوچہ مین بھی اپنی اپنی بساط
وحیثیت کے موافق جولانیان دکھلائین۔ آخر کار یہ مضمون اس قدر

پامال ہو گیا کہ آج واسوخت بدمذاقی و ابتذال کے مرادف سمجھا جاتا ہے

اگرچہ اسمین کچھ شائبۂ خوبی تعلیم بھی ہے!

اسکی گرم بازاری مین برق، بحر، امانت، رند، آباد، نواب مرزا شوق، سحر، قلق، امیر، حکیم حضرت اسیر کے صاحبزادے رعنا شاگرد غالب، شیدا، جولان شاگردان آتش، جواہر سنگھ جوہر شاگرد خواجہ وزیر، طوطارام شایان، قدر بلگرامی عاشق، صاحب بہار ہند عیش شاگرد خاص میر کلو عرش، واللہ اعلم اور کن کن شعرا نے جن کا نہ اس وقت نام ہے نہ کلام، (خاک مین کیا صورتین ہونگی جو پنہان ہوگئین) جواہر افکار کو خریداروں کے سامنے پیش کیا اور نقد تحسین وصول کیا۔ اپنے اپنے مال کے

---

۵ محاورات اردو مین یہ بے نظیر لغت ہے، صرف الف کی ردیف تک اشاعت ہوئی تھی وہ بھی ناقدری کے ہاتھوں بری طرح۔ بہار عجم کے طرز کے پر ہے اور اب کمیاب ہے، دائرہ مین اس وقت تک چند نسخے ہیں ۱۲

دام پائے۔ اور سب تو خیر لیکن آمانت اس ہو یار مین لکھ پچی ہو گئے اور

میر، سودا، میر حسن، تسیم، انیس وو بیر کی طرح سرمایہ دار بن گئے۔

خدا کی دین جسے جو چاہے دے اور جس طرح چاہے دے۔

ہم آپ آج بیٹھ کے رائے زنیان خیال آرائیان کرتے ہین وجوہ شہرت

اور اسباب قبول کا سراغ لگاتے ہین، زمانہ کو مبتذل اور اہل زمانہ کو

بد مذاق ٹھہراتے ہین ہنستے ہین، ان کی ہنسی اڑاتے ہین اور صد حیف

کہ انھین اپنے لیے باعثِ ننگ خیال کرتے ہین، یہ سب طفلانہ کوتہ نظری

کے نتائج ہین۔

ریختہ مین ریختی کا بیان نہ بے محل ہے نہ واسوختون مین واسوختی

کا ذکر بیجا ہو سکتا ہے بلکہ اس سے قطع نظر ایک قابل گرفت امر ہو گا۔

سعادت یار خان رنگین اور سید انشا نے خدا جانے ریختی کو آتشکدۂ

واسوخت کی سیر کرائی یا نہین؟ لیکن میر یار علی جان صاحب کے گھر یہ آگ

پہونچ کے رہی، اور کمبخت جان و دل میں دوڑ گئی۔ میر صاحب مرحوم صرف کو واسوختی "نگاری کا فرض انجام دینا پڑا رعایت لفظی کا لحاظ خاص ہے اسے امانت کا تتبع کہیے یا اس زمانہ کا عام دستور اور پسندیدہ طرز سمجھیے باقی وہی اپنا بیباک شوخ رنگ ہے جس پر نگاہ نہیں جمتی۔ اللہ اللہ! کیا بیفکری تھی، کیا زندہ دلی تھی!!

دنیا اور دنیا کی ہر چیز اعتدال کا نام ہے، اسکے عناصر و ارکان سے جہاں یہ جوہر مفقود ہوا آثار فنا مرتب ہونے لگے۔ کیا عیش کیا مصیبت کیا زندہ دلی کیا زاری، کیا بیفکری کیا فکرمندی، بلا استثنا سب ہی کو اس قانون کے آگے سر جھکانا پڑا ہے۔

مبصر ناظرین! اسی قانونی عینک لگا کے واسوختوں پر نظر ڈالیے، واسوخت نگاری کی ابتدا و انتہا دیکھیے اسکی مختصر تاریخ کا مطالعہ کیجیے! ابھی کل کی بات ہے کہ اسکی کیا کر یا گری، اور کیسی بہار تھی آج ایسی بربادی

طاری ہے کہ اچھے اچھے واقف کار بھی یہ نہین جانتے کہ شعرا کی مشاقی
و طبع آزمائی کا یہ ایک مستقل جولان گاہ تھا کسی کو اتنا بھی نہین یاد ہے

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

کلام امیر مینائی کی خواص و عوام مین جو مقبولیت اور اِس وقت
مانگ ہے، اسے مروجہ دواوین کے اڈیشنون کی مسلسل اشاعت سے
پوچھ لینا چاہیے، لیکن عوام کو چھوڑ خواص بھی کتنے ہین جو مرحوم کی
واسوختون سے آگاہ اور ان سے آنکھین سینکنے کے آرزومند ہین؟

بے اعتدالیون سے سُبک سب مین ہم ہوئے
جتنے زیادہ بڑھ گئے اتنے ہی کم ہوئے

دائرۂ ادبیہ کا انھین منظر عام پر لانا پسندیدگی داستان کی نظر سے
دیکھا جائے یا بیوقت کی شہنائی کہا جائے یہ ناظرین کرام کے حسنِ طبع
اور خوبیِ نظر کے حوالہ ہے۔

کلام امیر کے محاسن اپنے اپنے فہم و فراست کے موافق یون تو ہر ایک جانتا اور سمجھتا ہے۔ لیکن دیگر اساتذہ و معاصرین کے مقابلہ مین اس کے جوہر اور زیادہ کھلتے ہین۔ جی چاہتا ہے تماشاے نظر کا کچھ سامان اور بہم پہونچاؤن۔ اور چند شعرا کی واسوختون کے بعض مقامات اور بعض بعض بندون کا موازنہ کرون، پھر جھجکتا ہون کہ یہ کام بڑون کا ہے۔ خیر زیادہ دخل در معقولات نہ کردن گا، ہم مضمون اور ہم مقام بند مقابلہ مین پیش کرون گا۔

میر ایسے جہان استاد سے بسم اللہ کرتا ہون جنکی واسوخت کے متعلق آزاد ایسے نقاد کی یہ راے ہے:۔

"خاص خاص محاورون سے قطع نظر کرین تو آج تک اس کوچہ مین میر صاحب کے خیالات و انداز بیان کا جواب نہین"

میر و امیر دونون معشوق کی بیوفائی، بے اعتنائی کا الزام اسے

دے رہے ہیں، اور یہ جتاتے ہیں کہ پہلے تم کچھ نہ تھے ہم نے سب کچھ بنایا!
اب ماشاء اللہ ہر بات میں طاق اور شہرۂ آفاق ہوئے تو ہم کو بھلا دیا،
ہم کچھ نہ رہے، تقویم پارینہ ہو گئے، نئے نئے دوست نئے نئے چاہنے والے
پیدا ہو گئے، غیر اپنے بن گئے اور اپنے غیر! یہ انقلاب!!

## میر

(واسوخت کی تمہید یہیں سے ہے)

یاد ایام کہ خوبی سے خبر تجھ کو نہ تھی
سرمہ و آئینہ کی اور نظر تجھ کو نہ تھی
فکر آراستگیِ شام و سحر تجھ کو نہ تھی
زلف آشفتہ کی سدھ دو دو پہر تجھ کو نہ تھی
شانہ تھا نابلد کوچۂ گیسو تیرا
آئینہ کاہے کو تھا حیرتیِ رو تیرا

## امیر

(ایک طولانی تمہید کے بعد)

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا
غمزہ خونریز نہ تھا ہوشربا ناز نہ تھا
قاتل انداز نگاہِ غلط انداز نہ تھا
برق جاں سوز ترا شعلۂ آواز نہ تھا
ایسی کب گرمیِ بازار رہا کرتی تھی
بھیڑ کس دن پسِ دیوار رہا کرتی تھی

جتنا امیر کا زمانہ میر سے آگے بڑھ آیا ہے، زبان کے ساتھ ساتھ، طرز بیان، بندش، الفاظ کی سجاوٹ، مضمون کی رنگینی بھی اتنی ہی بڑھی چڑھی ہے۔ پھر بھی میر میر ہیں، اور امیر امیر۔

| امیر | میر |
|---|---|
| (ایک بند چھوڑ کے) | (مسلسل) |
| بھیجتا تھا کوئی موتی کا نہ تم کو مالا | آگہی حسن سے اپنی تجھے زنہار نہ تھی |
| تھا نہ یہ علم کہ کیا چیز ہے بندہ بالا | اپنی مستی سے تری آنکھ خبردار نہ تھی |
| بول پازیب کی جھنکار سے کب تھا بالا | پانوں بیڈول نہ پڑتا تھا یہ رفتار نہ تھی |
| چڑھتے تھے نام سے زیور کے حضور والا | ہر دم اس طور کمر بیں ترے تلوار نہ تھی |
| فتنہ پرداز نہ رہتے تھے کبھی گھات میں یوں | خون کا ہیکو یوں کو جیں ترے ہوتے تھے |
| بو تلیں عطر کی آتی نہ تھیں سوغات میں یوں | دل تُو نے کب تری دیوار تلے سوتے تھے |

میر صاحب کہتے ہیں: تم اپنے حسن سے بیخبر تھے، آنکھیں مستی سے

نا واقف تھیں، نہ یون اکھڑ پنے سے پانوں پڑتا تھا نہ یہ زلزلہ فگن رفتار تھی، نہ ہر وقت کمر میں تلوار رہا کرتی تھی، نہ بانکے ترچھے بنے پھرتے تھے، نہ بنے ٹھنے رہتے تھے، محالے کوچہ میں آگے اس طرح کا ہیکڑپن ہوا کرتے تھے، اور دیوار کے تلے دل گرفتہ کب یون بستر لگائے رہتے تھے؟

امیر کا قول ہے: تم کو اتنا بھی نہ معلوم تھا کہ اسباب آرائش کیا ہین، بندھ بالا کسے کہتے ہین؟ زیور کے نام سے چڑھ تھی۔ یہ چھما چھم کب رہا کرتی تھی؟ نہ پہلے فسادی گھات میں [illegible] کا بالا بھیجا تھا، نہ سوغاتین عطر کی بوتلین چلی آتی تھیں؟

ایک نے حسن سے بےخبری دوسرے نے حسن افزا اشیا سے لاعلمی بیان کی ہے۔ اس مین میر امیر سے مقدم اور آگے ہین۔

ایک نے بدراہی کا سبب اغیار کی فتنہ پردازی بتایا ہے، دوسرے نے

اس پہلو پر روشنی نہیں ڈالی ہے۔ یہ دقت کسی طرح امیر کیلیے ہے۔

مسدس کا ہر مصرع گویا زینہ ہوتا ہے، ایک سے ایک چڑھتا اور اونچا ہوتا چلا جاتا ہے، آخری بام عرش پر پہونچ جاتا ہے، میر کے یہاں ٹیپ کا دوسرا مصرع پہلے سے بھی نیچا اور گرا معلوم ہوتا ہے۔ امیر کے پہلے بند کی ٹیپ ملاحظہ ہو جو اس سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے ؎

اپنی کب گرمی بازار رہا کرتی تھی — بھیڑ کس دن پس دیوار رہا کرتی تھی

## میر

(مسلسل)

خواہش دل کی ملا کرتی تھی ہر ساعت داد
طبع میں تیرے تصرف تھا ہمیں حد سے زیاد
مطلقاً تجھ سے نہ مربوط تھے ارباب عناد
کاہیکو رہتے تھے کوچہ میں ترے شور و فساد

## امیر

(مسلسل)

صحبتیں ہم سے تھیں دن رات کوئی اور نہ تھا
ایک تھی ہم سے ملاقات کوئی اور نہ تھا
قابل حرف و حکایات کوئی اور نہ تھا
تھے ہمیں قبلہ حاجات کوئی اور نہ تھا

طور پر اپنے ترے پاس ہم آجاتے تھے | سنگ اسود تھا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھی
حسب خواہش تجھے ہر شام و سحر پاتے تھے | کالکا تھی نہ ترے سایۂ گیسو مین کبھی

میر کے بند مین شروع سے آخر تک یکسان سادگی اور سیدھی سادی ادا ہے۔ پہلے شعر مین اپنا بیحد دخیل ہونا ہے۔ دوسرے مین غیرون کے دخل بیجا کی نفی ہے آخری مین دن رات، صبح شام ہمہ وقت اپنے خواہش و آرزو کے موافق پایا جانا اور مطیع ہونا بیان کیا ہے۔

امیر کے یہان ایک بانکا چڑھاؤ اُتار ہے۔ پہلے یہ ہے کہ: ہمین ہم تھے، رات دن، ہمین سے صحبتین تھین۔ پھر یہ کہ: کسی سے ملاقات نہ تھی، صحبتین اورون سے ہوتین تو کیونکر؟ پھر یہ کہ: کوئی بات چیت کے قابل ہی کب تھا، جو ملاقات روا ہوتی؟ چوتھے مصرع مین اور ترقی دیکر کہا ہے: ہمین قبلہ حاجات تھے، ساری ضرورتین اور خواہشین ہمین سے پوری ہو جاتی تھین، ہر قسم کی دلچسپیان

ہمیں ہیں محدود تھیں، ہر ایک بات کی سیری ہمیں سے ہو جاتی تھی پھر کسی طرف نگاہ اُٹھانے اور کسی سے بات چیت کرنیکی کیا وجہ ہو سکتی تھی۔ بعد ازان ٹیپ کا بند آتا ہے جو اور ترقی طلب کرتا ہے مبالغہ و استعارہ کی رنگ آمیزی سے وہ بھی حسب مراد ہو جاتا ہے۔ سنگ اسود بنا نہ تل کعبۂ ابرو مین کبھی کالکا تھی نہ ترے سایۂ گیسو مین کبھی تل کو کعبۂ ابرو کا سنگ اسود بنانا تلاش فکر ہے۔ غیرون کے دخل کو کالکا کہنا اور گیسو کا اُسپر سایہ ڈالنا نہایت بلیغ بات ہے اور یہ اُستادانہ قادر الکلامی کی باتین ہین۔

| امیر | میر |
| --- | --- |
| (چار بند چھوڑ کے) | (دو بند چھوڑ کے) |
| کب چنی جاتی تھی پیشانی پہ افشان آگے | کسدن اتنا تھا پراگندگیٔ مو کا خیال |
| اُنگلی کب رہتی تھی یون زیر زنخدان آگے | دو دو دن چہرہ پہ کھٹرے ہی رہا کرتے تھے بال |

| | |
|---|---|
| لعل جان بخش نہ رہتے تھے کبھو اتنے لال | عطر کب ملتے تھے لے فتنہ دوران آگئے |
| خوبیِ خندہ نہ لوگونکے جیون کی تھی وبال | مجلسین رنگ مسی سے تھین نہ حیران آگئے |
| پان سے شوق نہ تھا کیسا مسی کا مذکور | کپڑے اسطرح نہ پھولونمین بسے آتے تھے |
| غصہ ہو جاتے تھے سن ایسی کسی کا مذکور | بند محرم کے نہ یون چست کسے جاتے تھے |

میر بالون کے بیچ مین، پریشانی مو کی تصویر کھینچتے ہین، پھر فرماتے ہین: ہونٹھون مین یہ لالی نہ تھی، ہنسی جان لیوا نہ تھی، پان کا شوق تک نہ تھا، مسی کا کیا ذکر، اس ذکر سے غصہ آجایا کرتا تھا۔

امیر استفہام انکاری مین چند پھولون سے مرقع سجاتے اور پوچھتے ہین: پہلے افشان کب چنی جاتی تھی، زنخدان پر انگلی رکھنے کی ادا کب آتی تھی، عطر کب ملا جاتا تھا، مسی کے رنگ سے مجلسین کب حیران و ششدر کی جاتی تھین، اس طرح پھولون مین کپڑے کب بس بس کے آتے تھے، محرم کے بند کب ایسے کسے اور چست کسے جاتے تھے ؟

میر کے یہان پانچ باتون کا مذکور ہے، امیر نے چھ بیان کی ہین اور زیادہ صفائی، زیادہ چستی، زیادہ خوبی، زیادہ توڑ جوڑ سے ٹیپ کے شعر کی کسی بندش اور قافیون کے نگینے دید طلب ہین، کیسے جڑے ہین ہ جیسے آسمان مین تارے،

| امیر (مسلسل) | میر (مسلسل) |
|---|---|
| بھاری پوشاک اگر ہم کبھی پہناتے تھے | تنگ پوشی سے نہ محظوظ تمھین پاتے تھے |
| یہ گران تمکو گذرتا تھا کہ گھبراتے تھے | تنگ جامے جو سیے جاتے تو گھبراتے تھے |
| سر جو گوندھواتے تھے تم سیکڑون بل کھاتے تھے | مسکی چولی سے کبھو در پہ نہ تم آتے تھے |
| آینہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے | لیٹے دامن سے اُلٹ گھر ہی مین پھر جاتے تھے |
| شانہ بیگانۂ گیسو تھا اسی سر کی قسم | یا تو کھنی ہے کہ بھینچی ہوئی گوندھے چھپے رہتے ہین |
| نور تن ایسے نہ تھے خالق اکبر کی قسم | یا مہر اندر ہو کہیں بند کیسے رہتے ہین |

میر صاحب نے چست پوشاک پہنائی ہے اور امیر صاحب نے بھاری۔ میر نے بند کا بند سر سے پاؤں تک ندر لباس کر دیا ہے اور رنگ پوشی کے مختلف منظر پیش کیے ہیں، کہیں مسکی چولی دکھائی ہے، کہیں لپٹا دامن، کہیں پھٹی کھنی، کہیں چپے (یعنی نہایت چست جسم سے چمٹے) مونڈھے۔ آخری مصرع تو بلا کا بیساختہ ہے ؎

باہر اندر ہو کہیں بند کسے رہتے ہیں!

"ہر وقت بند کسے رہتے ہیں،" کہنا تھا لیکن مصرع اتنے میں پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ کسی اور پہلو سے "کسے" جمتے نظر آتا تھا۔ اسے چھوڑ کے کوئی دوسرے قافیہ میں مصرع کہہ لیا جاتا۔ دوسرا قافیہ آ کہاں سے جو "چپے" سے ایسا درست گریبان ہوتا، ہر پھر کے کہنا یہی اور رکھنا اسی کو تھا، پھر اب کوئی بھرتی کا لفظ آئے تو مصرع پورا ہو۔ استاد ہی دیکھیے کہ بھرتی آتی ہے تو کیسی خوبیاں، کیسا ازدیاد مضمون اپنے ساتھ

لاتی ہے اور کیسی بےجستگی کوٹ کوٹ کے بھر دیتی ہے،

امیر نے لباس کے ساتھ اور باتون سے بھی فراخ حوصلگی برتی ہے،

چوتھا مصرع خصوصیت سے توجہ کے لائق ہے ؎

آئنہ سامنے آتا تھا تو شرماتے تھے

حیا کی ایسی تصویر کھینچنا ہر ایک کیا اچھون اچھون کا کام نہین ہے

ایک دوسرے مقام پر اور کیا خوب کہا ہے ؎

گلِ خورشید گلستان ضیا ہے وہ جبین

آبشارِ عرقِ شرم و حیا ہے وہ جبین

ان چمن زارون کی پانچ پانچ کیاریون کی سرسری سیر سے ابھی تو

کا ہیکو جی بھرا ہوگا؟ بلکہ اسکے اختتام کا خیال وذکر ظلم سمجھا جائیگا،

لیکن شام قریب ہے، وقت کم ہے اور دیکھنا کچھ اور بھی - چلیے ذرا

اس باغ کی بھی گلگشت کرین جسکے بڑے اور دور دور شہرے ہین،

دیکھیں اپنے پُر بہار داغدار دل کی اس میں کوئی بات ہے کہ نہیں

اور منشی صاحب کے گلشن افکار سے ٹکر کھاتا ہے یا نہیں؟

## امانت

(ابتدائی چار بند چھوڑ کے)

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہیں جسکے سوخار
عشق وہ نخل ہے جسمیں نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ میوہ ہے جس میں نہیں لذت نہ بہار
عشق وہ باغ ہے جس میں کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ شاخ ہے جس میں نہیں پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جس کو نہ شگفتا دیکھا

## امیر

(از ابتدائے حسد اغیار)

عشق عشاق کو رسوائے جہان کرتا ہے
صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا ہے
چشمۂ چشم سے سیلاب روان کرتا ہے
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا ہے
نوجوان نخل صفت پیر کہن سال ہوے
سیکڑوں باغ جوانی تھے کہ پامال ہوے

امانت نے عشق کا باغ لگایا ہے، اسے گل، نخل، میوہ، باغ، شاخ

اور غنچہ بنایا ہے ان کا رنگ، بو، مزہ، خاصیت، اثر بتایا ہے لیکن مت

کوئی ترتیب نہین رکھی ہے کہ پہلے درخت لگاتے، پھر شاخ نکالتے، پھر غنچہ پھر گل، پھر ثمر اپنی اپنی جگہ رکھتے۔

منشی صاحب نے عشق کے کرتوت گنائے ہین کہ رسولے جہان کرتا ہے، ضبط والے کو آہ وفغان پر مجبور وسرگرم کرتا ہے آنکھ سے طوفان بہاتا ہے چہرہ خزان رسیدہ پتے کی طرح زرد کردیتا ہے ہزارون نوجوانون اسکے بارسے خم ہوگئے، سیکڑون جوانی کے باغ اسکے ہاتھون پامال ہوگئے، ٹیپ منشی صاحب کی اپنی جگہ پر ہے اور امانتؔ کے یہان پہلے چار دن مصرعون سے بڑھ چڑھکے جیسی ہونا چاہیے نہین شروع سے آخر ایک سطح ہے اور ہموار۔

| امیر | امانت |
| --- | --- |
| (مسلسل) | (ایک بند چھوڑکے) |
| اس خزان نے کیسے پامال گلستان کیا کیا | چمن دہر مین وہ سبز قدم ہے یہ شجر |

خشک ہو سبزۂ تر سایہ مین جسکے یکسر | ہوے برباد گل و لالہ و ریحان کیا کیا
گرم رفتار ہو گلشن مین ہوا اسکی اگر | جسم داغون سے بنے سرو چراغان کیا کیا
سرو گلزار بنے سرو چراغان جلکر | استخوان جلکے ہوے مشعل سوزان کیا کیا
رد عشق کی جو طرف تم کبھی اسکا ہو جائے | پھونکدیتا ہے دو عالم کو حرارہ اس کا
ہو خلش خار کو گل سوکھ کے کانٹا ہو جائے | سات دوزخ نہین ہے ایک شرارہ اس کا

ایک نے داغون سے جسم کو دوسرے نے باد عشق سے سرو گلزار کو سرو چراغان بنایا ہے۔ باقی مصرعون کے چڑھاؤ اتار کا یہان بھی یہی سا عالم ہے۔ اور شیب مین وہی فرق وہی نسبت ماسبق ہے۔

## امانت | امیر

(ایک بند چھوڑ کے) | (مسلسل)

یہ وہ دریا ہے کہ جسکے نہین ساحل کا پتا | یہ وہ ہے آگ پڑے اس مین تو پتھر جل جائے
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ مین جسکے صدہا | طور کی طرح تر و خشک برابر جل جائے

یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہِ گرداب بلا | دامنِ موج تو کیا پانی کی چادر جل جائے
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیلِ فنا | سپرِ پروانہ صفت بال سمندر جل جائے
یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلائے | شعلہ افگن ہو یہ بجلی تو کرے خاک سیاہ
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلائے | جل کے اک دم مین ہن منہ خرمنِ افلاک سیاہ

(میرے منہ مین خاک) ایک آگ لگاتا ہے، ایک پانی کو دوڑتا ہے
امانت پہلے عشق کو دریائے بے ساحل باندھتے ہین، پھر ساحل
کہتے ہین تو ایسا جس پر صد ہا پیاسے ہین - یہ طرز خوب تھا جو چوتھے
مصرع تک نبھ جاتا - پھر گرداب بلا مین مبتلا کرنیوالے طوفان سے
تعبیر کرتے ہین، جیسے کرسی حرف کی طرح اپنی جگہ سے پست معلوم ہوتا
ہے - چوتھے مصرع مین قطرہ کو سیل بنا کے پھر طوفان اٹھاتے ہین -
ٹیپ مین اور باتون کی طرح طرزِ ادا مین بھی زور و تغیر کی احتیاج
ہوا کرتی ہے جو اس ٹیپ مین نہین ہے یعنے پہلے چار مصرعون کی طرح

"یہ وہ ہے" "یہ وہ ہے" کا عنوان بیان یہان بھی برقرار رکھا گیا ہے۔ (اور اس طرز پر بہت سے بند لکھ کے زور قلم دکھایا ہے) تاہم پہلے دونون ٹیپون سے پرزور اور چارون مصرعون سے اونچی ہے

منشی صاحب عشق کو آگ لکھکر اُسکی حدت بیان کرتے ہین، کہ اُسمین پتھر گرے تو جل جائے اور پتھر کیا معنی طور کیطرح تر و خشک بلا تخصیص ہر شی جل جائے، اور تر و خشک اشیا ہی پر کیا موقوف ہے پانی کی چادر تک جل جائے (چو تور مرد ڈالنے والے پانی کا ایک پرزور حصہ ہوتا ہے) اور پانی کی چادر کیا، بال سمندر جسکی آفرینش و حیات ہی آگ ہے۔ بے حقیقت پروانہ کے پر کی طرح جل جائے بعد ازان ٹیپ مین بجلی ٹھہراتے ہین، جسکی شعلہ افگنی سے سانون آسمان دم کے دم مین خاک سیاہ ہو جائین۔

مردان علیخان رعنا غالب کے وہ شاگرد ہین جنکے متعلق اُردو معلی مین لکھا ہے

"آج اس فن مین تم یکتا ہو، خدا تم کو سلامت رکھے"

ان کے واسوخت اور منشی صاحب کے صفیر آتشبار سے معشوق کے سراپا کا اقتباس ہدیہ نظر ہے۔ تقابل و مشابہت کے خیال سے تقدم و تاخر اور حذف و تخفیف کو تھوڑا بہت دخل دیا گیا ہے۔

| رعنا | اسیر |
| --- | --- |
| جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم | دلمین اسوقت مضامین کا ایسا ہی جوش |
| شہرۂ ہستی مضامین کی پڑی ملک مین دھوم | جوش مضمونکا نہین بلکہ یہ دریا کا ہے جوش |
| لیکے موجود سے افراد تھے جو جو معدوم | سامعین جمع ہین ارباب تماشا کا ہے جوش |
| سُن کے فرمائشونکا سبنے کیا آ کے ہجوم | قتل ہوتی ہے ہوس خون تمنا کا ہے جوش |
| ہر طرف سے مجھے آنے لگے آخر پیغام | حسن بے پردہ ہے باقی نہین ہوش و حواس تلک |
| سب نے بھیجے مجھے تشبیہ کے اکثر پیغام | دائرون سے ہمہ تن چشم ہے قرطاس تلک |

مانگ ہی مانگ کے عاشق کا نہین بنتی ہو آہ
شعرا کہتے ہین وہ مانگ ہے سلک گوہر

کہکشان ہی شب یلدا مین کہ ظلمت کی آہ
یا کھنچا ہے محک حسن پہ کوئی خط :

دہان تابندہ ہی یہ یا کہ گہن مین ہے ماہ
یا یہ ظلمات مین جاری ہوئی نہر کوثر

جا چڑھے گر دل عاشق تو بس اتنا سد
کہکشان یا شب دیجور مین آئی ہے نظر

دو لڑی موتیون کی اسمین پڑی ہین تنہا
شانہ کہتا ہے زبان سے یہ نیا پہلو ہے

صبح کاذب کا شب تار مین یا ہی جلوا
اپکے سر کی ہے قسم صبح شب گیسو ہے

---

اژدہا چوٹی ہے کافر ہے بلا ہی جادو
آفت جان جو وہ گیسو ہین سا ہین دونون

کالے کالے سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
دل پھنسانے کے لیے دام بلا ہین دونون

دام دلکش ہین بلا کے وہ پریشان گیسو
دیکھ لو سلسلہ جور و جفا ہین دونون

ہو گئے صید و شکاران مین حرم کے آہو
ایک صیاد ہین ہر چند دو تا ہین دونون

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائے یہ غزال
دام الفت لے ہین آتار انھین دونون

آہو چشم کو ہی زلف کا جال اک جنجال
دو نون عالم مین گرفتار انھین دونون

عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارہ | مطلع مہر تجلی ہے جبین پُر نور
اُفق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما | کور ہے دیدۂ خورشید فلک جسکی ضو
صبح صادق ہے شب قدر کی یا نام خدا | زرد ہے مارے خجالت کے رخ شعلۂ طور
ہے مہ و مہر کا نور اسکے مقابل پھیکا | دیکھے گر شمع رخ حور پری ہو بے نور
حرف تقدیر نظر آئے نہ پیشانی | گل خورشید گلستان ضیا ہو وہ جبین
آب کے رشک سے ہے آئنہ پانی پانی | آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ جبین

---

بحر خوبی کی ہے موجیں ہیں کہ ہیں چین جبین | ذرے افشان کے درخشان ہیں پیشانی پر
رشک سے ماتھے کو پکڑا پھرے ہر لعبت چین | شعلۂ آتش عارض سے اڑے ہیں یہ شرر
چاند تارے کی عجب زیب ہے ماتھے کے قرین | الف آسا جو کھنچا ہے یہ خط قشقۂ زر
ہو جبین ماہ تو وہ صاف ہے ہیں عقد پروین | خط زر وہ ہے یہ پئے دفتر خورشید و قمر
عرق ناصیہ کے قطروں سے یہ پیدا ہے | ذرے افشان کے جبین پر جو دمکتے دیکھے
برج خوبی کا ہر اک ثابت و سیارہ ہے | اختر طالع خورشید پہ چمکتے دیکھے

چشم انصاف ہی ہم چشم سی مردم کو مدام
وصف وہ بیجے چشم مژہ و ابرو سکا

چشم جانانہ کو بے مغز ہین کہتے بادام
جو شئے صاف کہے صل علی صل علی

نام سے نرگس بیمار کے ہو آنکھو زکام
سوی مژگان نہین آنکھو پہ ہین دست دعا

صاد ہم اُسپہ کرین جو کہ لکھے تشبیہ تمام
زیر محراب اُٹھائے ہین بامید شفا

وصف تھا دیدۂ خود بین کا مجھے مد نظر
جنبش ہر مژہ آفت ہی خدا خیر کرے

دھیان مین چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر
نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کرے

---
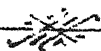
ہین کمان ابرو خمدار برب کعبا
واہ کیا ابرو خمدار ہے سبحان اللہ

قاب قوسین سے ہے اُن کا برابر رتبا
قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان اللہ

برق دم جنبش ابروی صنم ہے گویا
ماہ نو چرخ پہ اظہار ہی سبحان اللہ

چلہ کش گوشہ خاطر سے بھلائین اسے کیا
یہ کمان طرفہ دھوان دھار ہی سبحان اللہ

وہ کمان ہو تو نگہ ناوک صید افگن ہے
گر مرقع مین بھی اس تیغ کی تصویر کھنچے

لب معشوق ہو اس تیر کو یہ قدغن ہے
شیر بڑھے مانی و بہزاد مین شمشیر کھنچے

حسن کی ناک ہی بینی کا کمون کیا انداز
سحر تھنون مین ہے اور انگلی پکڑکر بین اعجاز
بینی و رخ مین ہی خوبی کا نشیب اور فراز
پست خودبینونکا ہے سامنے سب نخوت و ناز
اسکی خودبینی سے عشاق کا دم ناک مین آئے
اور جو خودبین ہون وہ ناک چنے انکو چبائے

ایسا مضمون بندھے ابرو و بینی کا کہ وہ
نو تین بجے گلین سب کہین سبحان اللہ
چاندنی رات ہی افشان ہے وہ گیسوی سیاہ
دیکھنے ہون جیسے تارے وہ گہرے خوب نگاہ
واہ کیا شکلین ہین مقابل ہین یہ تصویر دیکھے
دیکھو نکلی ہی زنجیر سایہ مین شمشیرون کے

معجز فکر ہے یا معجزۂ پیغمبر
شقت از بام ہے یہ مخبر صادق سے خبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
یہ وہی مظہر اعجاز ہے نور انور
ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہی وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہوا جس سے شق

عارض صاف مین شمس و قمر ہین دونون
صاف آئینہ سے بھی پیش نظر ہین دونون
رنگ مین لعل صفائی مین گہر ہین دونون
دو ہین شیشے کہ ادھر اور ادھر ہین دونون
عکس اگر آئینہ مین نور فشان ہو جائے
دیکھنے والون کو چمک کا گمان ہو جائے

ہے کوئی نکتۂ موہوم پر پردہ کا دہن
اور دہن تنگ ہے تنگی سے نہیں جائے سخن

بالیقین غنچہ ہے گر یار ہی سرو چمن
شرم ہے جو رنگ اس نے چرایا ہے دہن

برگ گل لب ہیں دہن ہی جو رگ برگ سمن
پر چھپائے کہیں چھپتے ہیں ایسے بھی چلن

قافیہ تنگ ہی خاموش نہیں جائے سخن
حسن دعوی جو کرے صاف ہو مضمون دہن

پایا ذوالقرن نے کب قطرۂ آب ظلمات
بات پوشیدہ نہیں ہے سندیں ظاہر ہیں

خضر رہ خضر ہوا ہاتھ نہ آیا ہیہات
ہونٹھ دونوں تو گواہی کیلئے حاضر ہیں

---

وصف دندان میں گیا جب سے مرا فکر دقیق
ہر بجا دانتوں کو گر انجم رخشاں لکھیے

غرق ہوا نور جو انجم کا تو کافور ادا اس
کیا صفائی ہے انھیں گوہر غلطاں لکھیے

دانت لولو کا ہی جب سے ورسی ٹوٹی ہے آس
کیا لب لعل کو گلبرگ گلستاں لکھیے

سخت حیرت میں ہے انگشت بدنداں الماس
رنگ پیدا ہی غضب لعل بدخشاں لکھیے

ایک بوسہ لب دندان کا بھی لینا ہے ضرور
رنگ یاقوت کا ہے لعل شکر بار میں بھی

لذۃ و مرغوب ہیں رعنا کو گر موتی چور
جوہری کی ہے دکان ہی حسن کے بازار میں بھی

ہی ذقن غیرت جنت کا عجب سیب جنان | ہالۂ غبغب سیمین ہے اگر جاے خیال

نخل آزاد ثمر لایا بھلا سرو روان | متعجب ہو کہ ہے ماہ بہ آغوش ہلال

مرکز حسن کے ہے وسط مین چاہ کنعان | لب میگون مئے گلرنگ کے مانند ہین لال

چاہ مین ڈوبا زلیخائی مین یوسف سا جوان | مست دیکھین چہ غبغب تو ہون گرم اشغال

یہ وہ گرداب بلا ہے کہ نہین اسکی ہے تھا | کوئی بچنے کی نہین راہ خدا خیر کرے

خضر سے کہدو کہین نوح نہ کھائین غوطا | قرب بیخانہ ہے یہ چاہ خدا خیر کرے

---

انچے شانون سے عجب شان خدا پیدا ہے | روشنی ساعد سیمین کی جو آجائے نظر

ہیں اٹھون گر وہ موسے پر مجھے دیدے کاندھا | شمع مہتاب بھی ہو چرخ پہ کونلا جلکر

ہاتھ ہین یا کہ پری نے یہ کیے شہپر وا | گول گول ایسے ہین مونڈھے کہ گریبین تنگ

ساعد بلور کی ہے شاخ کلائی گویا | گول گھر مین ہو فلک قید پڑے آنکھ اگر

ہاتھ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت | عرش پہ جائے اگر دھوم مچائین مونڈھے

ہاتھ گر پہونچا تو مین چومونگا ید قدرت | اہل کرسی کو بھی کرسی سے گرائین مونڈھے

دست میں آج مری طبع کو ہی دست بخیر
واہ کیا پنجۂ پرنور ہے سبحان اللہ

لو سر دست دکھا دیتا ہوں مضمون کی سیر
پنج شاخہ سے تو تشبیہ نہیں ہر گز لخواہ

کون کافر ہے کہتا ہے صنم صاحب دیر
دیکھ لو پنجۂ خورشید یہ ہے پیش نگاہ

دست آویز یہ اسلام کی ہے کفر سے غیر
انگلیاں خط شعاعی سے بھی باریک ہیں واہ

دیکھ لو مومنو با دیدۂ حق بین پنجا
دور ادب سے ہے جو پنج آیت قرآں لکھیے

لفظ "اللہ" کا لکھا ہوا ہے نام خدا
انگلی اٹھے تو ہلالی کا مخمس لکھیے

---

گول گول ابھرا ہوا اونچا نکیلا سینہ
سینہ دیکھیں کہ کریں اسکے گریباں پہ نظر

گنج خوبی کا ہے وہ مہر بسر گنجینہ
اور ابھار اسپہ ہی پستانکا غضب بایہ شر

صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
حسن کا ہی یہ اشارہ طرف شمس و قمر

حسن معراج اگر پائے تو ہو یہ زینہ
میں بھی حاضر ہوں تمھیں نور کا دعوی ہو اگر

حسن و خوبی سے ہیں یہ دونوں خزانے معمور
دیر تا چند فلک سی کسی عنوان آؤ

چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
یہی گو ہے یہی میدان یہی چوگان آؤ

مئی عشرت سے ہین مملو ہیں حباب خم ہر دو | وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
قبۂ نور کہون یا دو حباب دلجو | کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
خرم آب روان یا دجب آیا مجکو | ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ
دل حبابون طرح پھوٹ بہہ ہی رودرو | ہاتھ کس طرح سے پہونچے کہ بہت دور ہین یہ
برج شمس ہین کہ وہ گنبد چرخ دوران | آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
فلک حسن کا جوزہ ہے کہ ہیچ میزان | طائر نور نظر سونیکی چڑیا ہو جائے

---

رشک نرمی سے ہوا سیدیکا آٹا گیلا | شکم صاف تو ہے حسن کا دریا نایاب
رنگ فاقم کا مکدر ہی قمر کا پھیکا | کوٹھی گھاٹ اسپہ ہی پشان جسے کہتے ہین حباب
جان دے مر مرکے اگر دیکھ لے مردہ صفا | جال ہے جالی کی انگیا کہ پھرے دل بیتاب
قلزم نور شکم کا ناف ہے گرداب بلا | کسی وحشی کو رہے دہیان جو اسکا دم خواب
بحر خوبی ہے صنم اور شکم صاف حباب | نور کے بجرے روان نور کے بجگے دیکھے
فرش ہو جائے بھرے پیٹ کو پکڑے سیماب | نور کی کوٹھیو نمین نور کے بنگلے دیکھے

کمر کلک مین آئے نہ کہین گر لچکا
طرفہ معدوم کمر جسکی عدم مین بھی ہے دھوم

بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
موشگافون کو یہ مقدور نہ کبھی ہو مفہوم

موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
کیون نہ معدوم کہ عاشق ہون جہان سے معدوم

پھر نزاکت کا بیان نام نہ لیوے چیتا
ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم

گر نہ ہاتھ آئے گرہ ہو وصف کمر کو اغماض
کیون نہ معدوم ہو وہ اسکا نام ہے جو تحریر مین

خالی اک بند کی جا چھوڑ لکھون صفحۂ بیاض
وہ کبوتر بھی ہین عنقا جو کمر کرتے ہین

---

حسرت تکیۂ زانو مین مجھے ہے گھٹنا
ران کے وصف مین ہر چند ہو شغف بیان

سر بزانو سی حیرت سے مجھے ہے رہنا
پر صفائی ہے یہانتک کہ پھسلتی ہے زبان

طور کی شمع نہین ساق کو لازم کہنا
ساق یا شمع ہی ایسی کہ نہین جسمین دھوان

پر فرشتون کے جلین ہووے یہی پروانا
شمع مہتاب مین اس طرح کی تنویر کہان

ہو کے بی پر پڑین پیر دن نہ کہین آ آ کر
شل پروانہ ہو وہ کون جو مشتاق نہین

اور ہین جل کے رقابت سے ہون خاکستر
شمع فانوس مین ہی پائنچے مین ساق نہین

پانون پر فخر سے سر رکھتے ہین سرخیل بتان | پای نازک ہی وہ نازک صفت پای خیال

گلشن دہر مین کیا خوب ہی یہ سرو روان | سجدہ کرتے ہین جسے دیکھ زہرہ تمثال

نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان | کف پا صورت مہتاب ہین ناخن ہین ہلال

مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیان | نقش پا طرفہ دکھاتے ہین سر راہ کمال

سجدہ گاہ ملکوت اسکا ہوا پا انداز | خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہین

ٹھوکر و ٹھین ہے مسیحا کا سراپا اعجاز | دیدۂ حور کبھی چشم پری بنتے ہین۔

---

وقت اور کاغذ کی تنگی نے سراپا کے جوڑ توڑ مین میرے منھ کو بیدخل کر دیا۔ دہن محبوب بنا دیا، نہ رعنا کی رعنا بیانی کے لیے کسی موقع پر لب ہلانے دیے، نہ امیر کی شیرین زبانی پر کہین کچھ بولنے کی اجازت دی، میری نا اہلی خوش ہے، چلو اچھا ہوا، سستے چھوٹے اچھی بری خدا جانے کیا منھ سے نکلتی، چھوٹا منھ بڑی بات۔

نکتہ رس سامعین طرفین کی سخن سنجیون اور کلام کی خوبیون کو

مجھ سے بدرجہا زائد جانتے ہین، نیز جو کچھ میرے دل مین ہے اُس سے
بے کہے سُنے واقف ہین۔

ان پیش نظر و نظر زیب گلدستون مین، معزز ناظرین!
برای نام دو تین کانٹے بھی ہین، فطرت کے نگارستان مین ان کے
بغیر آرایش و زیبایش کی تکمیل نہین ہوتی۔

واسوخت، گنتی کے دو تین مخصوص مضامین کا مجموعہ اور ایک
تنگ دائرہ ہے۔ مکرر مضامین مین الفاظ اور جملے عبارتین مکرر ہو جانا
کوئی عجیب بات نہین - ایسے مواقع مین قادر الکلام کا کام ہے،
کہ کوئی نہ کوئی راہ نکال لے اور حرف مکرر ہونے سے بچا لے۔
انیس نے ایک واقعۂ کربلا کو عمر بھر نظم کیا۔ ہزارون طرح لکھا،
ہر مرثیہ کی آن بان نرالی ہے۔
منشی صاحب کی واسوختون مین خفیف سی ردوبدل کیساتھ کچھ اشعار مکرر ملتے ہین۔

معلوم ہوتا ہو کہ کہتے وقت تو پوری توجہ اور زور طبیعت سے کام لیا گیا ہے، لیکن کہنے کے بعد پھر نہ اُٹھا کے دیکھی گئیں نہ نظرِ ثانی سے فیضیاب ہو سکیں، ورنہ یہ تکرار وغیرہ کچھ نہ ہوتی تھا۔ واسوختِ اُردو بند ۴۲ میں ہو:

دیدۂ ناف میں ہے سوے کمرناز نظر — یا کوئی ناف کو سمجھے گرہ موے کمر

یا شکم بحرِ لطافت ہو یہ ہوا ٓمیں بھنور — سب سے بہتر ہے یہ تشبیہ کرو غور اگر

آئینہ پیشِ نظر ہو شکم صاف نہیں

عکس ہو چاہ زنخدان کا عیاں ناف نہیں

شکایت رنجش بند ۵۸ میں ہے۔

ناف کو سب گرہ موی کمر کہتے ہیں — ہم اسے حُسن کے دریا کی بھنور کہتے ہیں

چشمِ عنقا بھی اسے اہلِ نظر کہتے ہیں — جھوٹ سب ہیچ ہو دہی ہم جو خبر کہتے ہیں

یہی تشبیہ مناسب صفتِ ناف میں ہے

یہ تو چاہ زنخدان شکم صاف میں ہے

صفیر آتشبار بند ۷۹ مین ہے

حلقۂ ناف نہین ہے گرہ موی کمر    دل عاشق کے ڈبونے کے لیے ہے یہ بھنور

وزرے کیا، حلقہ بگوش اسکی ہین خورشید و قمر    دل کو تشبیہ نئی اور ہے منظور نظر

صاف آئینہ ہے اسکا شکم صاف نہین

عکس ہے چاہ زنخدان انکا پڑا ناف نہین

پورا بند کا بند اک ذرا سی تغیر کے ساتھ تین مقامون مین آگیا ہے۔

صفیر آتشبار کے بند ۳۴ کی ٹیپ ہے

کپڑے اسطرح نہ پھولون مین بسے آتے تھے    بند محرم کے نہ یون چست کسے جاتے تھے

حسد اغیار بند ۴۹ کی ٹیپ ہے۔

کپڑے خوشبو سے نہ پھولونکی بسے رہتے تھے    بند انگیا کے نہ یون چست کسے رہتے تھے

واسوخت ارُدو بند ۱۰ کی ٹیپ ہے

پہلی آنکھونمین لگاوٹ نہین یا میل نہین    ان آنکھون کو جو کرو غور کہین تیل نہین

صفیر آتشبار بند ۵۵ کی ٹیپ ہے

آنکھوں میں سیل طبیعت میں فراسیل نہیں ، ان تلونوں میں جو نظر کی تو کہیں تیل نہیں

بانگ اضطرار کی ابتدا ہے

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا جلوۂ حسن ادا حوصلہ پرداز نہ تھا

صفیر آتشبار بند ۲۷ کے مصرعے ہیں

یاد ایام کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا غمزہ خونریز نہ تھا ہوش ربا ناز نہ تھا

بانگ اضطرار از بند ۱۳

رات دن صحبت اغیار رہی اللہ اللہ گھر میں ہنگامۂ بازار رہے اللہ اللہ

بانگ اضطرار از بند ۱۷

رات دن صحبت اغیار رہا کرتی ہے بزم میں لوگوں سی بازار رہا کرتی ہے

بہتے پانی کی طرح طبیعت کی روانی بھی بہتیری چیزیں بہا لے جاتی ہے

بانگ اضطرار بند ۱۵ میں لفظ "فتح" کی جانذر سیل ہو گئی ہے

خنجر ناز سے لاکھونکے گلے کٹتے ہین   شربت مرگ کے پیالونمین قدح بٹتے ہین

دو ایک جگہ بھاری الفاظ بھی بے روانی مین بہ آئے ہین۔ واسوخت

اُردو بند ۵۷ مین ہے ؎

سیر اغیار کے باغون کی کیا کرتے ہین   روز ترطیب دماغون کی کیا کرتے ہین

(ترطیب، تروتازہ کرنا) غبار طبع بند ۳۲ مین ہے ؎

رُخ چاندسا محاق کدورت مین آگیا   مہر جمال پردہ ظلمت مین آگیا

(محاق مین آگیا یعنی چھپ گیا) اسیطرح ایک آدھ موقع پر ہلکے لفظ بھی

نظر پڑتے ہین۔ واسوخت اُردو بند ۱ مین ہے۔

ہم سے عیاری پنا آپکا کیا کہنا واہ   یہی چلے ہین تو کیا ہوگا محبت کا نباہ

بس خوان سخن کا شتر گربہ بھی زلہ ربا ہے۔ احسد غبار بند ۵ مین ہے

چار چاندانکو دیکھو تو لگائے ہم نے   ناز بردار بنے ناز اٹھائے ہمنے

محبوب علی (ناظم دائرۂ ادبیہ)

ہان ایک نگاہ غلط اندازِ ادھر بھی

سامانِ علم وادب کی فراہمی اپنے حلقہ بگوش
دائرہ ادبیہ کے سپرد فرمائیے فہرست کتب
طلب کیجیے۔ جو کتابین مطلوب ہون اُن کی
فرمایش سے عزت بخشیے۔

خادم ناظم دائرہ ادبیہ لکھنو